مُسلسل اِشاعت کے 59 سال

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

جُون 2022ء | ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ

شمارہ: ۶ | جلد: ۲۶

خاتم الانبیاء ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے چند واقعات

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر کا وصال

مُناظرۃ الہند الکبریٰ
یعنی ہندوستان کا عظیم مُناظرہ

جناب میاں شہباز شریف وزیر اعظم پاکستان کے نام کھلا خط

علاقہ باہومان ضلع شیخوپورہ میں
زین علی مسلمان کو قادیانیوں نے قتل کر دیا

عمران احمد خان قادیانی کے کرتوت

www.khatm-e-nabuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۶ جلد: ۲۶

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا محمد اکرم طوفانیؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب
زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

مولانا غلام رسول دین پوری	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
علامہ احمد میاں حمادی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا محمد قاسم رحمانی	چوہدری محمد اقبال
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا عبدالرزاق

ناشر: عزیز احمد   مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486, 0333-8827001

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

جناب میاں شہباز شریف وزیراعظم پاکستان کے نام کھلا خط	مولانا اللہ وسایا	03
علاقہ باہومان ضلع شیخوپورہ میں زین علی مسلمان کو قادیانیوں نے قتل کر دیا	ادارہ	04

مقالات ومضامین

یہ حج وزیارت مبارک ہو تم کو (منظوم)	محمد زکی کیفی مرحوم	06
خاتم الانبیاء ﷺ کی ولادت باسعادت کے چند واقعات	مولانا عبدالصمد	07
سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا ذکر قرآن مجید میں	عبدالرشید عراقی	11
فضائل صحابہ کرامؓ از مسلم شریف	مولانا محمد شاہد ندیم	14
ذکر اللہ کی فضیلت اور حقیقت	قاری محمد عابد	17
مناظرۃ الہند الکبریٰ یعنی ہندوستان کا عظیم مناظرہ (قسط:6)	مولانا رحمت اللہ کیرانوی/مولانا غلام رسول	20
جہنم کا تعارف	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز	25
انتخاب لاجواب	حافظ محمد انس	27

شخصیات

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ چناب نگر کا وصال	مولانا اللہ وسایا	29
حضرت مولانا قاری محمد یعقوب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	// //	31
یوسفین کریمین رحمہما اللہ فیصل آباد	ڈاکٹر محمد زاہد اشرف	33

ردقادیانیت

عمران احمد خان قادیانی کے کرتوت	حسن رانا لاہور	38
سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام (قسط نمبر:1)	مولانا مقبول احمد سیوہاروی	40
مولانا ظفر علی خان اور فتنۂ قادیانیت (قسط نمبر:8)	حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی	44

متفرقات

غزوۂ ہند کے علمی نقوش	مولانا محمد رضوان عزیز	49
تبصرہ کتب	مولانا اللہ وسایا	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

جناب میاں شہباز شریف وزیراعظم پاکستان کے نام کھلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب میاں شہباز شریف صاحب

سابقہ حکومت نے آذربائیجان میں سیالکوٹ کے بلال نامی شخص کو پاکستان کا سفیر مقرر کیا۔ یہ سفیر سکہ بند اور جنونی قسم کا قادیانی ہے۔ قادیانیت کی اشاعت وتبلیغ اس کا وطیرہ ہے۔ اس نے کئی مسلمانوں کو وہاں قادیانی بنایا۔ جن میں دو تو کنفرم ہیں۔ اسلامی مملکت پاکستان کے خزانہ سے آب ودانہ کھا کر قادیانیت کا پرچار کرنا موجودہ حکومت کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ اس نے پاکستانی سفارت خانہ آذربائیجان کو قادیانیت کی تبلیغ کے اڈہ میں تبدیل کیا ہوا ہے۔

پاکستانی سٹوڈنٹس کو بلاکر ان کی دعوتیں کرنے اور ان پر اپنا اثر رسوخ استعمال کر کے انہیں قادیانی بنانے کی اس نے ات مچا رکھی ہے۔ آذربائیجان لینگویج یونیورسٹی میں اردو کی تعلیم کے لئے اپنے قادیانی رشتہ دار کو لگایا ہوا ہے۔ قادیانی کتب ورسائل اور لٹریچر تقسیم کرنا اس کا دن رات کا مشغلہ ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس کے خلاف فوری اقدام کر کے پاکستان کے نام کو قادیانیت کے پرچار کے لئے بطور آلہ کے استعمال ہونے سے روکا جائے۔

العارض

(مولانا) اللہ وسایا، دفتر ختم نبوت ملتان

۲۵، اپریل ۲۰۲۲ء

کاپی برائے:

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صدر پی ڈی ایم اسلام آباد

جناب بلاول بھٹو زرداری اسلام آباد

جناب وفاقی وزیر خارجہ اسلام آباد

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور وفاقی وزیر برائے مذہبی امور اسلام آباد

جناب وفاقی سیکرٹری وزارت خارجہ اسلام آباد

جناب وفاقی وزیر قانون اسلام آباد

علاقہ باہومان ضلع شیخوپورہ میں زین علی مسلمان کو قادیانیوں نے قتل کر دیا

(FIR کی نقل)

سیریل نمبر: SKP-BKH-005865　　پولیس فارم نمبر 24-5 (1)

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

نمبر: 579/22 تھانہ: بھکھی ضلع: شیخوپورہ ای ٹیگ نمبر: Bikhi-5/7/2022-3411　تاریخ و وقت وقوعہ: مورخہ 06.05.22 بوقت تقریباً 10 بجے رات

1	تاریخ و وقت رپورٹ	بحوالہ روزنامچہ نمبر (46) 07-05-2022 12:05 AM	6 تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت — تفتیشی رپورٹ
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ مستغیث	محمد حسنین ولد اصغر علی، پتہ: ڈاک خانہ خاص، باہومان، تحصیل شیخوپورہ، ضلع شیخوپورہ؛ شناختی کارڈ نمبر: 35404-9503538-9 فون نمبر: 03244934935؛ مرتبہ مرسلہ: غلام عباس IP/HIU تھانہ بھکھی	
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ کھو گیا ہے	بجرم ہائے: 302 ت پ، 324 ت پ، 148 ت پ، 149 ت پ، THE ANTI-TERRORISM ACT, 1997 - 7	
4	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت	بمقام رقبہ باہومان بفاصلہ 6 کلو میٹر جانب مشرق از تھانہ۔ بیٹ نمبر: 5 باہومان	
5	کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے	حسب آمدہ تحریر درخواست مقدمہ درج رجسٹر ہوا	

دستخط: محمد رمضان رشید　بیلٹ نمبر: 264NNK　عہدہ: ASI　موبائل فون نمبر: 03349789376

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کریں)

بخدمت جناب ایس ایچ او صاحب تھانہ بھکھی ضلع شیخوپورہ درخواست برائے اندراج مقدمہ جناب عالی گزارش ہے کہ سائل پتہ ذیل کا رہائشی ہے۔ امروز مؤرخہ ۶ رمئی ۲۰۲۲ء کو بوقت تقریباً دس بجے رات سائل ہمراہ برادرم زین علی و دیگر گاؤں کے افراد جنازہ پڑھ کر محفل میلاد میں شرکت کے لئے جارہے تھے۔ برادرم زین علی ہم سے چند قدم آگے جارہا تھا۔ میں ہمراہ محسن رضا ولد غوث محمد، آفتاب ولد فرمائش سکنائے باہومان پیچھے پیچھے جارہے تھے۔ جب برادرم زین علی ڈیرہ رائے ناصر کے دروازے کے سامنے سے گزرا تو یکدم ملزمان (۱) رائے ناصر ولد عباس، (۲) اسد ولد رائے ناصر مسلح کلاشنکوف، (۳) کاظم مسلح کلاشنکوف، (۴) عنصر مسلح پسٹل 9MM بریٹا پسران خضر حیات (قادیانی)، (۵) شاہد اقبال ولد فلک شیر مسلح رائفل G-3، (۶) نجم الحسین ولد عبدالغفور مسلح رائفل G-3، (۷) معین اختر ولد غریب عالم مسلح کلاشنکوف، (۸) عمران ولد امانت علی مسلح ریپٹر، (۹) رائے خضر حیات ولد قربان اقوام کھرل سکنائے باہومان تحصیل وضلع شیخوپورہ ڈیرہ سے باہر آئے۔ رائے ناصر اور خضر حیات نے للکارا مارا کہ زین علی کو تاجدار ختم نبوت کا نعرہ لگانے کا مزہ چکھا دو اور اس کو جان سے ماردو، جس پر ملزم اسد ولد رائے ناصر نے

کلاشنکوف کا فائر مارا جو برادرم زین علی کو دائیں چوتڑ پر لگا اور آر پار ہوگیا۔ برادرم زین علی گولی لگنے سے زخمی ہوکر گر گیا۔ ملزم کاظم نے فائر کیا۔ آگے جاتے ہوئے راہگیر لیاقت علی ولد رجا وہ سکنہ باہومان کی بائیں ٹانگ کی پنڈلی پر لگا جو ملزمان نے خوف وہراس پھیلانے کے لئے اندھادھند ہوائی فائرنگ شروع کر دی۔ فائرنگ کی وجہ سے تمام لوگ دہشت زدہ ہوگئے۔ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے ڈیرہ کے اندر چلے گئے۔ پولیس ایمرجنسی 15 پر کال کی گئی اور برادرم زین علی کو ڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ برائے علاج معالجہ لایا گیا، جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاکر جاں بحق ہوگیا۔

وجہ عناد یہ ہے کہ مؤرخہ ۱۱/اپریل ۲۰۲۲ء کو جامع مسجد گلزار مدینہ میں نماز فجر کے بعد برادرم زین علی نے تاجدار ختم نبوت کا نعرہ مارا، جس پر ملزمان کاظم اور عنصر کے رشتہ دار اظہر اقبال ولد رحمت علی سکنہ باہومان نے برادرم زین علی کو تھپڑ مارے اور بعد میں ملزمان شاہد اقبال اور نجم الحسین نے سائل کے گھر آکر دھمکیاں دیں کہ اگر گاؤں میں رہنا ہے تو تاجدار ختم نبوت کا نعرہ نہ مارنا، ورنہ زین علی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس بابت تھانہ میں درخواست بھی دی، مگر ملزمان کے بااثر ہونے کی وجہ سے کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ ملزمان نے باہم صلاح مشورہ ہوکر تاجدار ختم نبوت کا نعرہ لگانے کی رنجش میں امروز برادرم زین علی کو فائر مار کر ناحق قتل کر دیا اور ان کی فائرنگ سے راہگیر کو زخمی کر کے زیادتی کی ہے۔ پورے گاؤں میں دہشت وخوف وہراس کی فضاء قائم کی گئی ہے۔ ملزمان نے دہشت گردی کی ہے، کارروائی کی جائے۔ ۶/مئی ۲۰۲۲ء عرضے دستخط انگریزی محمد حسنین مدعی مذکور۔ کارروائی پولیس اس وقت میں معہ ہمراہی ملازمان اطلاع پاکر DHQ ہسپتال شیخوپورہ پہنچا ہوں۔ مستغیث محمد حسنین نے درخواست برائے اندراج مقدمہ میرے پیش کی مضمون درخواست سے سردست صورت جرم 302/324/148/149 ت پ 7ATA پائی جاتی ہے۔ لہٰذا درخواست برائے اندراج مقدمہ بدست یوسف C/913 بھجوائی جارہی ہے۔ بعد از اندراج مقدمہ نمبر مقدمہ سے آگاہ کیا جائے۔ میں موقع پر مصروف تفتیش ہوں۔ دستخط اردو غلام عباس IP/HIU تھانہ بھکھی از DHQ ہسپتال شیخوپورہ بوقت 11:40 بجے رات مؤرخہ ۶/مئی ۲۰۲۲ء از تھانہ حسب آمد تحریری درخواست مضمون بالا رپورٹ ابتدائی ہذا بجرم مذکور مرتب کر کے اصل تحریری درخواست معہ نقل FIR بغرض تفتیش بدست آرندہ کانسٹیبل عقب فرسندہ انسپکٹر صاحب ارسال ہے۔ SHO صاحب کو قائمی مقدمہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے۔ نیز اسپیشل رپورٹس ہائے مرتب کر کے نزد افسران مجاز جابجا ارسال ہے۔

محمد رمضان رشید ASI

07-05-2022

یہ حج وزیارت مبارک ہو تم کو

محمد زکی کیفی مرحوم

یہ حج وزیارت مبارک ہو تم کو متاع سعادت مبارک ہو تم کو
وہ ہر سمت انوار، ہر سو تجلی وہ نور ہدایت مبارک ہو تم کو
وہ احرام میں مست وسرشار رہنا غموں سے فراغت مبارک ہو تم کو
اذان سحر کا حرم میں وہ منظر وہ کیف سماعت مبارک ہو تم کو
وہ میزاب رحمت کے نیچے نمازیں بشوق اطاعت مبارک ہو تم کو
مبارک ہوں وہ سنگ اسود کے بوسے لبوں کی حلاوت مبارک ہو تم کو
وہ رکن یمانی پہ ہر دم، تجلی وہ آثار رحمت مبارک ہو تم کو
وہ پی پی کے زمزم کو سیراب ہونا وہ کوثر کی لذت مبارک ہو تم کو
منیٰ میں رمی کا وہ پرکیف منظر وہ جلوؤں کی کثرت مبارک ہو تم کو
وہ عرفات میں خیمہ زن ہو کے رہنا بزہد وقناعت مبارک ہو تم کو
مدینہ کی گلیوں کا دیدار کرنا وہ دنیا کی جنت مبارک ہو تم کو
وہ روضہ کو باچشم نم دیکھ لینا وہ دل کی طہارت مبارک ہو تم کو
قباء بقیع واحد کی زیارت بحسن ارادت مبارک ہو تم کو
وہ فیضان انوار روضہ کے باہر وہ لطف وعنایت مبارک ہو تم کو
مواجہ میں آکر جلا دل کو دینا وہ جلوت میں خلوت مبارک ہو تم کو
نکل پڑنا آنسو وہ ذکر نبیؐ پر یہ دل کی نزاکت مبارک ہو تم کو
وہ روضہ کی جالی پر سر رکھ کے رونا دعائے شفاعت مبارک ہو تم کو
دعا ہے یہ کیفی کے قلب حزیں کی یہ حج وزیارت مبارک ہو تم

خاتم الانبیاء ﷺ کی ولادت باسعادت کے چند واقعات

مولانا عبدالصمد

سرور دو عالم، سید ولد آدم، خاتم الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ واقعہ اصحاب فیل کے پچاس یا پچپن دن کے بعد موسم بہار میں بتاریخ آٹھ ربیع الاوّل پیر کے دن بمطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء مکہ مکرمہ میں صبح صادق کے وقت ابوطالب کے مکان میں پیدا ہوئے۔ ولادت باسعادت کی تاریخ میں مشہور قول تو یہ ہے کہ حضور انور ﷺ ۱۲/ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ لیکن جمہور محدثین اور مؤرخین کے نزدیک راجح اور مختار قول یہ ہے کہ حضور ﷺ ۸/ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے اور اسی کو علامہ قطب الدین قسطلانی نے اختیار کیا ہے۔ (سیرت المصطفیٰ ج اوّل ص ۵۱، زرقانی ج ا ص ۱۳۱)

فوائد: (ا) موسم بہار: حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی موسم بہار میں ہوئی۔ (۲) پیر کا دن: نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی میں پیر کا دن خصوصیت رکھتا ہے۔ ولادت، نبوت، ہجرت، وفات اسی دن میں ہوئی ہے۔ اس سے مختلف تاریخوں کی تصحیح میں بڑی مدد ملتی ہے۔ (۳) صبح صادق کے وقت) صبح صادق کا طلوع ۴ بج کر ۲۰ منٹ (دھوپ گھڑی کے حساب) ہوا تھا اور آفتاب اس وقت برج حمل ۳۱ درجہ ۲۰ دقیقے پر تھا اور تاریخ یکم جیٹھ کے شروع ہونے پر ۱۳ گھنٹے ۱۱ منٹ گزر چکے تھے۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۳۵) (۴) دعویٰ نبوت کے بعد نبی کے ہاتھ پر جو خلاف عادت چیزیں ظاہر ہوں ان کو معجزات کہا جاتا ہے اور جو چیزیں خلاف عادت نبی کی ولادت کے قریب یا ولادت کے وقت یا ولادت کے بعد ظاہر ہوں ان کو ''ارہاصات'' یعنی علامات، نشانات، مبادیات، مقدمات نبوت کہا جاتا ہے۔

(سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۴۹)

۱...... حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی۔ اس وقت یہ دیکھا کہ تمام گھر نور سے بھر گیا ہے اور دیکھا کہ آسمان کے ستارے جھکے آتے ہیں، یہاں تک کہ مجھ کو یہ گمان ہوا یہ ستارے مجھ پر آگریں گے۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۵۸۳ باب فی علامات النبوۃ فی الاسلام، سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۵۳)

۲...... حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہوگئے۔ (سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۵۲)

۳...... اور ایک روایت میں ہے بصریٰ کے محل روشن ہوگئے۔ نکتہ: ستاروں کے زمین کی طرف جھک آنے

میں اس طرف اشارہ تھا کہ اب عنقریب زمین سے کفر اور شرک کی ظلمت اور تاریکی دور ہوگی اور انوار اور ہدایت سے تمام زمین روشن و منور ہوگی۔ (سیرت المصطفیٰ ج۱ ص۵۳)

۴...... حضرت یعقوب بن سفیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی مکہ مکرمہ میں بغرض تجارت رہتا تھا۔ جس شب میں آپ پیدا ہوئے تو مجلس میں قریش سے دریافت کیا کہ اس رات میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ قریش نے کہا ہم کو معلوم نہیں۔ یہودی نے کہا کہ اچھا ذرا تحقیق تو کرو۔ آج کی شب میں اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے (یعنی مہر نبوت) وہ دو رات تک دودھ نہ پئے گا اس لئے کہ ایک جنی نے اس کے منہ پر انگلی رکھ دی ہے۔ لوگ فوراً اس مجلس سے اٹھے اور اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی نے کہا کہ مجھ کو بھی چل کر دکھلاؤ۔ یہودی نے جب دونوں شانوں کے درمیان کی علامت (مہر نبوت) کو دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو یہ کہا کہ نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی ہے۔ اے قریش! واللہ یہ مولود تم پر ایک ایسا حملہ (اس حملہ سے مراد فتح مکہ ہے) کرے گا کہ جس کی خبر مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل جائے گی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند حسن ہے اور اس واقعہ کے نظائر و شواہد ہیں۔ (ایضاً ج۱ ص۵۴)

۵...... اسی رات میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ایوان کسریٰ میں زلزلہ آیا۔ جس سے محل کے چودہ کنگرے گر گئے اور فارس کا آتش کدہ جو ہزار سال سے مسلسل روشن تھا وہ بجھ گیا اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا جب صبح ہوئی تو کسریٰ نہایت پریشان تھا۔ شاہانہ وقار اس کے اظہار سے مانع ہو رہا تھا۔ بالآخر وزراء اور ارکان دولت جمع کر کے دربار منعقد کیا۔ اثناء دربار ہی میں یہ خبر پہنچی کہ فارس کا آتش کدہ بجھ گیا ہے۔ کسریٰ کی پریشانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ ادھر موبذان نے کھڑے ہو کر کہا کہ اس رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچے لے جا رہے ہیں اور دریائے دجلہ سے پار ہو کر تمام ممالک میں پھیل گئے ہیں۔ کسریٰ نے موبذان سے پوچھا کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ موبذان نے کہا کہ شاید عرب کی طرف سے کوئی عظیم الشان حادثہ پیش آئے گا۔ کسریٰ نے توثیق اور اطمینان کی غرض سے نعمان بن منذر کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ کسی بڑے عالم کو میرے پاس بھیجو جو میرے سوالات کا جواب دے۔

نعمان بن المنذر نے ایک جہاندیدہ عالم عبدالمسیح غسانی کو روانہ کر دیا۔ عبدالمسیح جب حاضر دربار ہوا تو بادشاہ نے کہا کہ جس چیز کو تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا تم کو اس کا علم ہے۔ عبدالمسیح نے کہا کہ آپ بیان فرمائیں۔ اگر مجھ کو علم ہوگا تو میں بتلا دوں گا۔ ورنہ کسی جاننے والے کی طرف رہنمائی کروں گا۔ بادشاہ نے تمام واقعہ بیان کیا۔ عبدالمسیح نے کہا کہ غالباً اس کی تحقیق میرے ماموں سطیح سے ہو سکے گی جو آج کل شام میں

رہتے ہیں۔ کسریٰ نے عبدالمسیح کو حکم دیا کہ تم خود جا کر اپنے ماموں سے اس کی تحقیق کر کے آؤ۔ عبدالمسیح اپنے ماموں سطیح کے پاس پہنچا تو سطیح اس وقت حالت نزع میں تھا۔ مگر ہوش ابھی باقی تھے عبدالمسیح نے جا کر سلام کیا اور کچھ اشعار پڑھے۔ سطیح نے جب عبدالمسیح کو اشعار پڑھتے سنا تو عبدالمسیح کی طرف متوجہ ہوا اور یہ کہا کہ عبدالمسیح تیز اونٹ پر سوار ہو کر سطیح کے پاس پہنچا جب کہ وہ مرنے کے قریب ہے، تجھ کو بنی ساسان کے بادشاہ نے محل کے زلزلہ اور آتش کدہ کے بجھ جانے اور موبذان کے خواب کی وجہ سے بھیجا ہے کہ سخت اور قوی اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچے لے جا رہے ہیں اور دجلہ سے پار ہو کر تمام بلاد میں پھیل گئے ہیں۔ اے عبدالمسیح خوب سن لے جب کلام الٰہی کی تلاوت کثرت ہونے لگے اور عصا ظاہر ہو اور وادی سحاوہ رواں ہو جائے اور دریا ساوہ خشک ہو جائے اور فارس کی آگ بجھ جائے تو سطیح کے لئے شام شام نہ رہے گا بنی ساسان کے چند مرد اور چند عورتیں بقدر کنگروں کے بادشاہت کریں گے اور جو شئی آنے والی ہے وہ گویا کہ آ ہی گئی ہے۔ یہ کہہ کر سطیح مر گیا، عبدالمسیح واپس آیا اور کسریٰ سے یہ تمام ماجرا بیان کیا۔ کسریٰ نے سن کر یہ کہا کہ چودہ سلطنتوں کے گزرنے کے لئے ایک زمانہ چاہئے۔ مگر زمانہ گزرنے میں کیا دیر لگتی ہے۔ دس سلطنتیں تو چار سال میں ختم ہو گئی اور باقی چار سلطنتیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ختم ہوئیں۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۵۵)

فائدہ: روایت اگرچہ مرسل ہے مگر سند اس کی صحیح ہے اور حدیث مرسل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور قول کی بناء پر حجت اور معتبر ہے جیسا کہ اصول حدیث کی کتابوں میں مصرح ہے۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۵۹)

۶...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق جل شانہٗ کے تمام انعامات میں سے یہ انعام بھی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور میرا ستر کسی نے نہیں دیکھا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(زرقانی ج ۱ ص ۱۲۴، سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۶۰)

۷...... حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے، عبدالمطلب کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا، کہا کہ البتہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہوگی، چنانچہ ہوئی۔ یہ روایت طبقات ابن سعد (ج ۱ ص ۶۴) قسم اوّل میں مذکور ہے۔ سند اس کی نہایت قوی ہے۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۶۱)

۸...... اسحاق بن عبداللہ حضرت آمنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوئے تو نہایت نظیف اور پاک صاف تھے۔ جسم اطہر پر کسی قسم کی آلائش نہ تھی۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۶۱)

۹...... حضرت آمنہ فرماتی تھیں مجھے یہ محسوس ہی نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں نہ ویسا بھاری پن کا احساس ہوا جیسا کہ عورتوں کو ہوا کرتا ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۱۳)

۱۰...... جب امام الانبیاء پیدا ہوئے ان کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا کہ شام کے محل و بازار روشن ہو گئے یہاں تک کہ حضرت آمنہ نے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔ (طبقات ابن سعد ج۱ ص۱۱۷)

۱۱...... حسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زانوں پر ٹیک لگائے آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ (طبقات ج۱ ص۱۱۷)

۱۲...... حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، خاتم النّبیین تھا اس وقت جب آدم علیہ السلام کو بنانے کے لئے مٹی کو گوندھا جا رہا تھا میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، اپنی ماں کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا اور اسی طرح نبیوں کی مائیں دیکھتی آئی ہیں۔ (المعجم الکبیر ج۱۰ ص۷۵۵)

۱۳...... حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں تھی کہ ایک آنے والے نے مجھ سے کہا ''آپ نے محسوس بھی کیا ہے کہ تو حاملہ ہے؟'' میں نے گویا اس کا یہ جواب دیا میں کیا جانوں؟ اس نے کہا تو اس امت کے سردار اور پیغمبر کی حاملہ ہے۔ حمل کا ٹھہرنا پیر کے دن ہوا ہے۔ آمنہ کہتی ہیں کہ یہی بات تھی جس نے مجھ کو حمل کا یقین دلایا۔ پھر ایک زمانہ تک خاموشی رہی۔ یہاں تک کے ولادت کا وقت قریب آیا تو پھر وہی آیا اور اس نے کہا ''**اعیذہٗ بالصمد الواحد من شر کل حاسد**'' میں ہر ایک حاسد کے شر سے اس بچہ کے لئے خدائے واحد وصمد سے پناہ مانگتی ہوں۔ (طبقات ابن سعد ج۱ ص۱۱۳)

۱۴...... حضرت سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو اس وقت میں موجود تھی۔ جب میں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی کہ ہم نے اپنے حبیب کو پاک صاف ستھرا پیدا کیا اور جب میں نے ارادہ کیا کہ دیکھوں بیٹا ہے یا بیٹی ہے؟ تو میں نے دیکھا کہ آپ مختون تھے اور جب میں نے کپڑا پہنانے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر تھی۔ (سیرت خیر البشر ص۸۴)

۱۵...... جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو دراز قد عورتیں دیکھی گئیں۔ ان سے ان کے نام پوچھے گئے، ان میں سے ایک نے کہا میرا نام آسیہ زوجۂ فرعون ہے۔ دوسری نے کہا کہ میرا نام مریم والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ تیسری نے کہا کہ میں جنت کی حور ہوں۔ (سیرت خیر البشر ﷺ ص۸۴)

۱۶...... حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کو ہاتھ میں لیا، میں نے غیبی آواز سنی کہ تیرے رب نے تجھ پر رحم کیا اور پیدا ہونے کے وقت جو نور ظاہر ہوا، وہ میرے دائیں بائیں اور مشرقی اور مغربی جانب پھیل گیا۔ (سیرت خیر البشر ﷺ ص۸۴)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا ذکر قرآن مجید میں

عبدالرشید عراقی

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی تھے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عقبہ ثانیہ میں جن ۷۰ آدمیوں نے مکہ معظّمہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی، ان میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جب مکہ مکرمہ کے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ تشریف لے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان مواخاۃ کا سلسلہ قائم کیا تھا تو مشہور صحابی حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے کو ان کا بھائی بنایا تھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بدر میں شرکت نہیں کی۔ جنگ احد اور دوسرے غزوات میں شرکت کی۔ جنگ احد میں آپ نے خوب داد شجاعت دی۔ جب جنگ احد میں یہ افواہ اڑی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں تو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضور کو پہچانا اور آپ نے بلند آواز سے پکار کر مسلمانوں کو مطلع کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

<u>غزوہ تبوک</u>: شدید گرمی کا موسم تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس میں شرکت کے لئے تیاری کریں۔ چنانچہ ۳۰ ہزار کا لشکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکردگی میں تبوک روانہ ہوا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تبوک جانے کے لئے روزانہ تیار ہوتے، لیکن سفر پر روانہ نہ ہو پاتے۔ دل میں کہتے کل چلا جاؤں گا۔ اسی حیص بیص میں روزانہ سفر کا ارادہ فرماتے۔ مگر تیار ہو کر نکل نہ پاتے۔ یہاں تک کہ انہیں خبر مل گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پہنچ چکے ہیں۔

تبوک پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر مل گئی کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف نہیں لائے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تبوک تشریف نہ لے جا سکے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے تو ۸۰ آدمیوں کی جماعت نے غزوہ تبوک میں شرکت نہیں کی تھی۔ آپ کی خدمت میں حاضری ہوئی اور کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر معذرت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا عذر قبول کیا اور ان کے لئے استغفار کیا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جب حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ’’مجھے کوئی عذر نہیں تھا۔ میں نہایت قوی رہا سروسامان تھا لیکن سستی کی وجہ سے نہیں جا سکا۔‘‘

حضور ﷺ نے سن کر فرمایا: کعب! تم نے سچی بات کی ہے۔ اس لئے اب تمہارے متعلق فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کرے گا اور اس کا انتظار کرو۔ حضرت کعب بن مالک کے ساتھ دو صحابی اور بھی تھے۔ مرارہ بن ربیع اور بلال بن امیہ، جنہوں نے حضرت کعب کی طرح حضور ﷺ سے عرض کیا تھا کہ ہم سستی کی وجہ سے غزوہ تبوک میں شرکت نہیں کر سکے۔

کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور بلال بن امیہ کے بارے میں حضور ﷺ کا حکم

حضور ﷺ نے ان تینوں صحابہ کرام کے بارے میں حکم صادر فرمایا کہ ان سے کسی قسم کی بات چیت نہ کی جائے۔ ۵۰ روز تک ان کا بائیکاٹ رہا۔ مرارہ بن ربیع اور بلال بن امیہ نے اپنے اپنے گھروں میں سکونت اختیار کر لی۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ پانچوں وقت مسجد میں آتے، نمازیں پڑھتے، بازار میں گھومتے، لیکن کوئی مسلمان ان سے بات چیت نہ کرتا۔

ایک دن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بازار جا رہے تھے ان کو شاہ غسان کا ایک آدمی ملا اور ان کو ایک خط دیا۔ آپ نے خط کھول کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ: ”میں نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب (آں حضرت ﷺ) تم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ تم میرے پاس آ جاؤ میں تم کو عزت دوں گا۔“

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ خط پڑھا تو سوچا یہ بھی ایک آزمائش ہے اور میں نے خط کو پھاڑ دیا۔ چالیس دن کے بعد آپ کو حضور ﷺ کا یہ حکم پہنچا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ طلاق دے دوں، حکم ملا، طلاق نہیں صرف علیحدہ رہو۔ چنانچہ آپ نے اپنی بیوی کو کہا کہ میکے چلی جاؤ اور جب تک اللہ تعالیٰ میرے متعلق کوئی فیصلہ نہ کریں وہیں رہو۔

پچاسویں دن اپنے گھر کی چھت پر بیٹھے تھے اور دل میں کہہ رہے تھے کہ اب تو زندگی سے بیزار ہوں اور زمین و آسمان مجھ پر تنگ ہو گئے ہیں کہ اتنے میں ایک آدمی نے بآواز بلند کہا۔ ”کعب! بشارت ہو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے“ یہ سنتے ہی فوراً سجدہ میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی مغفرت چاہی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راستے میں جو لوگ ملتے آپ کو مبارک باد دیتے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو حضور ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ کعب رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: ”کعب تم کو بشارت ہو۔ جب سے تم پیدا ہوئے۔ آج سے بہتر کوئی دن نہ گزرا ہوگا۔“ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے معاف فرما دیا؟ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا: میں نے نہیں، اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنا مال صدقہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، سارا نہیں کچھ صدقہ کرو تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے خیبر کا حصہ صدقہ کر دیا اور اس کے بعد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف سچ کی وجہ سے نجات دی ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی:

''وعلی الثلٰثة الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت وضاقت علیهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من اللہ الّا الیه ثمّ تاب علیهم لیتوبوا ان اللہ هو التواب الرحیم (التوبة:۱۱۷)''

اور اسی طرح ان تین شخصوں پر بھی (اس کی رحمت لوٹ آئی) جو (معلق حالت میں) چھوڑ دیئے گئے تھے (اور اس وقت لوٹ آئی) جب کہ زمین اپنی ساری وسعت پر بھی ان کے لئے تنگ ہوگئی تھی اور وہ خود بھی اپنی جان سے تنگ آ گئے تھے اور انہوں نے جان لیا تھا کہ اللہ سے بھاگ انہیں کوئی پناہ نہیں مل سکتی۔ مگر خود اس کے دامن میں پس اللہ (اپنی رحمت سے) ان پر لوٹ آیا تا کہ وہ رجوع کریں۔ بلاشبہ اللہ ہی ہے بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا ہی رحمت والا ہے۔ (ابوالکلام)

فضل وکمال: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔ حضرت عثمان ذوالنورین کی شہادت پر روح فرسا مرثیہ لکھا۔ ان کے اشعار میں حدّت ہوتی تھی اور ان کی شاعری کا موضوع کفار کو لڑائی سے ڈرانا اور مسلمانوں کا ان کے قلوب میں سکہ جمانا تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے کلام کے اثر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ صرف دو بیت کہے اور تمام قبیلہ دوس مسلمان ہوگیا۔

دو شعر یہ تھے: ''تہامہ اور خیبر سے ہم نے کینہ کو دور کر کے تلواریں نیام میں کرلیں۔ اب ہم پھر ان کو اٹھاتے ہیں اور اگر بول سکیں تو کہیں اب دوس یا ثقیف کا نمبر ہے۔''

دوسیوں نے جب یہ سنا تو کہا کہ مسلمان ہو جانا بہتر ہے ورنہ ثقیف کی طرح ہمارا بھی حشر ہوگا۔

اخلاق: صدق وراستی ان کا خاص وصف تھا اور اس کو انہوں نے جس طرح نبھایا وہ غزوہ تبوک کے واقعہ سے بالکل عیاں ہے۔

وفات: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مرویات: ان سے ۸۰، احادیث روایت کی گئی ہیں۔

فضائل صحابہ کرامؓ از مسلم شریف

مولانا محمد شاہد ندیم

سیدنا ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسلمان نہ تو حضرت ابوسفیانؓ کی طرف دیکھتے تھے نہ ہی ان کے پاس بیٹھتے تھے تو حضرت ابوسفیانؓ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ: اے اللہ کے نبی! تین باتیں مجھے عطا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! (بتاؤ) انہوں نے عرض کیا! میری بیٹی ام حبیبہ بنت ابوسفیان اہل عرب کی حسین وجمیل ہیں ان سے آپ کا نکاح کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے اور عرض کی کہ آپ مجھے حکم فرمائیں کہ میں کافروں سے لڑتا رہوں، جیسے کہ میں مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ ابوزمیلؒ فرماتے ہیں اگر حضرت ابوسفیان خود نبی کریم ﷺ سے ان باتوں کا مطالبہ نہ کرتے تو شاید یہ اعزاز حاصل نہ ہوتے کیونکہ آپ ﷺ کسی چیز کے مطالبہ پر نہیں، نہیں فرماتے تھے۔ ہاں، ہی فرماتے تھے۔
(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۰۴)

فائدہ: حضرت ابوسفیانؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ آپ کی بیٹی سیدہ ام حبیبہؓ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں تھیں، نکاح تو پہلے سے تھا یہاں واقعہ میں مذکور مراد یہ ہے کہ میں بھی راضی ہوتا ہوں۔ واقعہ اصحاب فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ قریش کے سرداروں میں ان کا شمار تھا اور اصحاب الرائے میں سے تھے۔ حضرت عباسؓ سے دوستی تھی۔ فتح مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر کو بھی امن کی جگہ قرار دیا۔ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کے دو بیٹوں یزید اور معاویہؓ کو ایک ایک سو بکریاں اور چالیس چالیس اوقیہ چاندی عنایت فرمائی۔ غزوہ طائف میں بھی شریک ہوئے اور ایک آنکھ بھی شہید ہوئی۔ جنگ یرموک میں دوسری آنکھ بھی راہ الٰہی میں قبول ہوگئی۔ اٹھاسی سال کی عمر میں خلافت عثمانی میں ۳۲ھ میں انتقال فرمایا اور سیدنا معاویہؓ یا سیدنا عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔
(ترجمہ مسلم ج ۳ ص ۴۴۰)

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب وسیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما

۱...... حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم یمن میں تھے تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو ہم بھی آپ ﷺ کی طرف ہجرت کی غرض سے چل پڑے میں اور میرے دو بڑے بھائی تھے۔

ایک کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا نام ابورہم تھا۔ ہمارے ساتھی ترپن یا باون آدمی ہمارے قبیلے کے وہ بھی ساتھ چل پڑے۔ ہم کشتی میں سوار ہوئے، ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے پاس حبشہ جا چھوڑا۔ وہاں ہماری ملاقات سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ بن ابو طالب اور ان کے ساتھیوں سے ہوگئی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور یہیں قیام کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہر جاؤ تو ہم بھی انہی کے ساتھ ٹھہر گئے۔ پھر اکھٹے ہی آئے تھے تو ہماری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ہوئی جب کہ خیبر فتح ہو چکا تھا تو آپ ﷺ نے ہمارے لئے حصہ مقرر کیا اور خیبر (کی غنیمت) سے ہمیں بھی عطا کیا۔ حالاں کہ فتح خیبر میں شریک ہونے والوں کے علاوہ غائب لوگوں میں سے کسی کو بھی اس مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا تھا اور ہماری کشتی والے سب کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سمیت حصہ عطا کیا۔ پس لوگوں میں سے بعض نے ہم کشتی والوں سے کہا: کہ ہم نے ہجرت میں تم سے سبقت کی۔ (مسلم ج۲ص۳۰۴)

۲...... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ آئیں تھیں وہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئیں اور حضرت اسماء مہاجرین حبشہ میں سے تھیں جب یہ ملاقات کے لئے حاضر بیٹھیں تھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرت اسماء کو دیکھ کر فرمایا یہ کون ہیں؟ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ جو حبشیہ بحریہ ہیں وہی؟ تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی ہاں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم تو تم سے ہجرت میں سبقت کر چکے ہیں اور ہم تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے حق دار ہیں۔ وہ ناراض ہونے لگیں اور کہنے لگیں اے عمر! آپ زیادتی کرتے ہیں۔ سنو! اللہ کی قسم تم تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ تمہارے بھوکوں کو کھلاتے تھے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے اور ہم تو ایسے علاقے میں تھے جو دور دراز اور دشمن ملک حبشہ میں تھا اور وہاں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے تھے۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پینے کی کوئی چیز پیئوں گی جب تک یہ بات رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ لوں۔ جب کہ ہمیں تکلیف دی جاتی تھی اور ڈرایا جاتا تھا اور اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی نہ کجی زیادتی کروں گی۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ اے اللہ کے نبی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ میرے (قرب کے) حقدار نہیں۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ایک مرتبہ ہجرت کی۔ تمہارے اور کشتی والوں کے لئے دو ہجرتیں ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور کشتی

والے میرے پاس گروہ در گروہ آتے تھے اور یہ حدیث سنتے تھے۔ دنیا کی کوئی چیز نہیں، اس سے زیادہ خوش کرنے والی اور اس فرمان نبوی ﷺ سے زیادہ عظمت والی ان کے ہاں نہ تھی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ یہ حدیث مجھ سے بار بار دہروایا کرتے تھے۔ (مسلم شریف ج۲ص۳۰۴)

سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے چچازاد ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے سیرت وصورت میں مشابہت رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی کنیت ابوالمسکین رکھی۔ انہوں نے مدینہ اور حبشہ دونوں ہجرتیں کیں۔ فتح خیبر کے بعد حبشہ سے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے اور جسم پر ستر سے زائد تلوار و تیر کے زخم تھے۔ اس وقت ان کی عمر اکتالیس برس تھی۔ (ترجمہ مسلم ج۳ص۴۴۲)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام صحابیہ ہیں۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح میں ہوتے ہوئے ان کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں تین بیٹے عبداللہ، عون اور محمد پیدا ہوئے۔ پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ انہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور یحییٰ بن علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش بھی انہی کے بطن سے ہوئی اور یہ دس بہنیں تھیں، جن میں سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ، ایک کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اور ایک کا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے پہلے ان کی تیمارداری بھی یہی کرتی رہیں۔ پھر ان کے غسل اور کفن وغیرہ کے فرائض بھی انہوں نے سرانجام دیئے۔ (مسلم ج۳ص۴۴۳)

حاجی معین اللہ اور حاجی دل جان کی والدہ کا وصال

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد کے خادم خاص حاجی معین اللہ جان اور حاجی دل جان کی والدہ محترمہ ۳۰/اپریل ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ کو فوت ہوگئی۔ نمازِ جنازہ ضلعی ناظم مولانا مفتی ضیاء اللہ کی اقتداء میں صبح ۷ بجے ادا کی گئی۔ جنازہ میں حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد کے فرزند ارجمند صاحبزادہ خواجہ سعد احمد، ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی سمیت کثیر تعداد میں علماء کرام کارکنان جمعیت اور عاشقانہ ختم نبوت شریک ہوئے۔ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا خواجہ عزیز احمد، صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال، ضلع بنوں کے امیر مفتی عظمت اللہ، مولانا محمد طیب طوفانی اور مولانا ماسٹر عمر خان سمیت علماء کرام نے ان کے گھر تشریف لاکر تعزیت کی اور درجات عالیہ کے لئے خصوصی دعا کی۔

ذکر اللہ کی فضیلت اور حقیقت

قاری محمد عابد

اللہ جل شانہ نے دنیا کو دار العمل بنایا ہے۔ یہاں سے انسان جتنے بھی زیادہ اعمال کر کے لے جائے، آخرت میں ان کو اتنا ہی تھوڑا سمجھے گا۔ پھر کیوں نہ آدمی ہر آن ہر ہر گھڑی اپنے رب کو یاد کرے جس کی نعمتیں اور رحمتیں بھی ہر وقت اپنے بندوں پر برستی ہیں جن کو کوئی شمار بھی نہیں کر سکا۔ ورنہ دار الجزاء میں اپنی کمائی کے نقصان پر جو حسرت اور افسوس ہوگا وہ بیکار رہے۔

اللہ جل شانہ ایسی منعم حقیقی ذات ہے کہ اس کا ذکر جتنا بھی زیادہ کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ اس ذات پاک کے انعامات واحسانات اپنے بندوں پر ہر آن اتنے کثیر ہیں جن کی نہ کوئی انتہا ہے نہ مثال۔ کائنات کی ہر شئے اللہ رب العزت کی پاکی بیان کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ پرندے، درخت اور پودے اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور چلتا ہوا پانی اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک میں ارشاد ہے ’’دنیا میں ہر چیز اللہ کی پاکی (تسبیح) بیان کرتی ہے۔ مگر تم لوگ ان کی تسبیح سمجھتے نہیں۔‘‘

جب کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ شانہ کے ذکر میں لگا ہوا ہو، انسان کو تو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے اس کو بدرجہ اولیٰ اللہ کے ذکر میں لگنا چاہئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی بلکہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک وہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو، دوسرے مظلوم، تیسرے وہ بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو۔ (جامع الصغیر)

اللہ عزوجل فرماتے ہیں ’’پس تم میری یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔‘‘ (بقرہ)

اللہ کا پاک نام ہی ایسی چیز ہے جو دلوں کا سرور اور طمانینت کا باعث ہے جیسے خود حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے ’’خبردار! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔‘‘ (رعد)

عقل مند لوگوں کا ذکر فرمایا کہ ’’وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور غور کے بعد یہ کہتے ہیں) کہ ہمارے رب، آپ نے یہ سب بیکار پیدا نہیں کیا۔ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں۔ آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔‘‘ (آل عمران)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

(فضائل ذکر رواہ احمد والبخاری)

ایک انسان ہی ہے جو اپنے مالک حقیقی اور خالق حقیقی کو بھول جاتا ہے، لیکن اللہ ایسے مہربان ہیں کہ وہ اپنے بندے کو نہیں بھولتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے پتھر کے دو ٹکڑے ہوئے اندر سے ننھا سا کیڑا نکلا جس کے ہاں غذا کا انتظام بھی ہے اور ساتھ کہہ رہا ہے سبحان من یرانی ویعرف مکانی، یرزقنی ولا ینسانی۔ (پاک ہے وہ اللہ جو مجھے دیکھ رہا ہے اور میرے رہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور مجھے روزی دیتا ہے اور مجھے کبھی نہیں بھولتا)

اللہ رب العزت کی ذات عالی جب پتھر میں کیڑے کو نہیں بھولتے تو انسان جس کو اس نے اپنا خلیفہ بنایا ہے اس کو کیسے بھول جائیں گے۔ وہ تو ایسا کریم رب ہے جب کوئی اسے نہ بھی یاد کرے وہ پھر بھی اپنے بندے کو یاد کرتا ہے اور جو بندے اپنے مولیٰ کو یاد کریں ان کا کیا ہی کہنا۔ جیسے سورۂ سجدہ میں ارشاد فرمایا ''ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اس طرح کہ عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی امید سے وہ اپنے کو پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان خزانہ غیب میں محفوظ ہے جو بدلہ ہے ان کے اعمال کا۔'' (السجدہ)

''ایک حدیث میں آیا ہے کہ بندہ آخر شب میں اللہ کے یہاں بہت مقرب ہوتا ہے اگر تجھ سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کا ذکر کیا کر۔'' (جامع الصغیر)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر ربہ مثل الحی والمیت ''، یعنی جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا، ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔ (بخاری)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق وافسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔ (طبرانی)

اللہ جل شانہ نے دنیا کو دارالعمل بنایا ہے۔ یہاں سے انسان جتنے بھی زیادہ اعمال کر کے لے جائے، آخرت میں ان کو اتنا ہی تھوڑا سمجھے گا۔ پھر کیوں نہ آدمی ہر آن ہر گھڑی اپنے رب کو یاد کرے جس کی نعمتیں اور رحمتیں بھی ہر وقت اپنے بندوں پر برستی ہیں جن کو کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا، ورنہ دارالجزاء میں اپنی کمائی کے نقصان پر جو حسرت اور افسوس ہوگا وہ بیکار رہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے:

''یا اللہ! رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ اور دن اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر تیری عبادت کے ساتھ اور دنیا اچھی معلوم نہیں ہوتی مگر تیری معافی کے ساتھ اور جنت میں لطف نہیں مگر تیرے دیدار کے ساتھ۔'' (فضائل ذکر)

جس طرح اللہ کو یاد کرنے میں دنیا و آخرت کا فائدہ ہے، اسی طرح اللہ کے ذکر اور اس کی ذات سے غفلت برتنے میں دونوں جہانوں میں نقصان کا ذریعہ بھی ہے۔

حکیم ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور سارے اعضا سخت ہو جاتے ہیں طاعت سے رک جاتے ہیں، اگر ان اعضا کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے جیسے خشک لکڑی کہ جھکانے سے نہیں جھکتی صرف کاٹ کر جلا دینے کے کام کی رہ جاتی ہے۔ (فضائل ذکر)

جب شیطان انسان کو غافل دیکھتا ہے تو اپنی سونڈ کے ذریعہ انسان کے دل میں وساوس اور گناہوں کا زہر بھرنے لگتا ہے اور جس وقت انسان کو ذاکر پاتا ہے شرمندہ اور ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ''جو شخص رحمان کے ذکر سے (جان بوجھ کر) اندھا ہو جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے۔'' (سورۂ زخرف)

صرف تسبیح ہاتھ میں لے کر اللہ اللہ کرنے کا نام ہی ذکر نہیں، بلکہ نماز پڑھنا اللہ کا ذکر ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرنا ذکر ہے، مسجد میں داخل ہوئے اور باہر نکلتے ہوئے دعا کا پڑھنا ذکر ہے، کپڑا زیب تن کر لیا اس کے بعد دعا کا پڑھنا ذکر ہے، غرض یہ کہ ہر موقع و محل کی مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا ذکر میں داخل ہے۔

بہر حال اللہ کا ذکر بہت بڑی دولت ہے۔ اللہ پاک ہمیں فضائل کے استحضار کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اگر اللہ عزوجل کی توفیق شامل حال نہ ہو تو کسی برائی سے بچنا اور نیکی پر عمل کرنا دشوار ہے۔ وما توفیقی الّا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب! (ماخوذ ماہنامہ الفاروق کراچی صفر المظفر ۱۴۲۳ھ)

مناظرۃ الہند الکبریٰ یعنی ہندوستان کا عظیم مناظرہ

قسط نمبر 6 ...... متکلم اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ ...... ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

نوٹ: ’’شیخ رحمت اللہ‘‘ کا یہ مکتوب اگرچہ بہت طویل نظر آ رہا ہے، حالانکہ یہ موقع اختصار کا تھا، لیکن یہ آپ کی دانشمندی اور انسانی نفسیات سے آگاہی کا بہت بڑا ثبوت ہے، اس لئے یہ طویل خط ہی ضروری تھا۔ ’’پادری فنڈر‘‘ انتہائی مغرور، لفّاظ، چرب لسان، انانیت پسند اور تعلّی آمیز گفتگو کا بڑا رسیا، اور اپنے علمی تفوّق وکمال کا مظاہرہ کرنے والا، اور اپنی کتابوں کو ’’الہام‘‘ کا رتبہ دینے والا متکبر انسان تھا، چونکہ اسے ’’حکومتِ انگلشیہ‘‘ کی سرپرستی حاصل تھی، اس لئے اس کے غرور وپندار کا پارہ بہت اونچا چڑھا ہوا تھا۔ ضرورت تھی کہ اس کو ’’نارمل سطح‘‘ پر لایا جائے۔ ان تمام تر وجوہات کی بنا پر ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ نے اپنے پہلے ہی مکتوب وخط میں اپنی متعدد کتب کا ذکر کر کے اور صرف ذکر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قبل ازیں ارسال کر کے یہ بھی بتا دیا کہ علماءِ اسلام آپ کے علمی مقام ومرتبہ، اور آپ کے ’’فرضی الہام‘‘ کے دعویٰ کی حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں، اور آپ کی ساری لن ترانیوں کے منہ میں لگام دینے کی پوری صلاحیت واستعداد رکھتے ہیں۔ خود مکتوب نگار (شیخ رحمت اللہؒ) نے مسلسل آپ کے مزعومات کے خلاف متعدد کتابیں لکھ کر آپ کی علمی قابلیت سے پردہ اٹھایا ہے۔ بہرحال! یہ ایک نفسیاتی حربہ تھا جس کا ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ نے بروقت استعمال کر کے حریف کی بلند پروازی کو محدود کرنے کے لئے طائرِ فکر کے پروں کو کترنے کا آغاز کیا اور اسے بتا دیا کہ آپ ایک کتاب لکھ کر ’’الہام‘‘ کی غلط فہمی میں پڑ گئے۔ ہم نے آپ کے ’’فرضی الہام‘‘ کی قلعی کھولنے کے لئے مدلّل کتابیں لکھ دی ہیں۔ یہ ’’برطانیہ ولندن‘‘ نہیں، یہ ’’ہندوستان‘‘ ہے۔ یہاں عیسائیت کو اندھی عقیدت کی نگاہ سے نہیں بلکہ ایک باطل مذہب کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ان حالات میں ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کے مکتوب کو دراز ہونا ہی موزوں تر تھا۔ ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کا مذکورہ بالا خط ’’پادری فنڈر‘‘ کو مل گیا۔ اس نے دوسرے ہی دن آپ کے خط کا جواب دیا، اور ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

’’پادری فنڈر‘‘ کی جانب سے ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کو جوابی خط

’’آپ کا مکتوب گرامی ملا، حالات منکشف ہوئے، مجھے یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ آپ میرے گھر پر تشریف لائے اور مجھ سے ملاقات نہ ہو سکی، بلا ملاقات آپ واپس چلے گئے، مجبوری یہ تھی کہ میں گھر پر نہیں تھا، اور آپ کی تشریف آوری کی مجھے پہلے سے اطلاع بھی نہیں تھی۔ میں نے جناب امیر اللہ صاحب

سے آپ کی تشریف آوری کے لئے نہیں لکھا تھا۔ البتہ دیگر باتوں کے تسلسل میں اتنی بات یقیناً ضرور ہوئی تھی کہ اگر مجمع عام میں مناظرہ کی ضرورت ہے تو ہماری ملاقات ضرور ہونی چاہئے! آپ کے خط سے یہ معلوم ہوا کہ آپ فریقین (یعنی مسلمانوں و مسیحیوں) کے عام مجمع و اجتماع میں ''مباحثہ و مناظرہ'' چاہتے ہیں۔ میرے نزدیک اگرچہ یہ کوئی مفید کام نہیں کہ جس کی افادیت بہت زیادہ ہو، لیکن میں آپ کے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا۔ البتہ اتنی بات کہنی ضروری ہے کہ میں دو تین اہم ترین افسران سے اس سلسلہ میں مشورہ کر کے آپ کو تاریخ اور مقام سے ضرور مطلع کروں گا۔ بعد ازاں ''مجلس مناظرہ'' منعقد ہوگی۔ اور مستحسن ہوگا! اگر ان چار امور کا لحاظ و خیال رکھا جائے!

۱...... اول یہ کہ موضوع مناظرہ جیسا کہ آپ نے تحریر کیا ہے ''نسخ و تحریف'' ہو!

۲...... دوسرا یہ کہ ان مسائل پر بھی بحث ہو جن کو طرفین منتخب کریں!

۳...... تیسرا یہ کہ دورانِ مناظرہ کوئی غیر متعلقہ مسئلہ ہرگز نہ چھیڑا جائے!

۴...... چوتھا یہ کہ مجلس مناظرہ میں ایک ثالث یا حکم (انگریزی میں چیرمین) ہونا چاہئے! تا کہ مجلس مناظرہ کو نظم و ضبط اور باقاعدگی کے ساتھ چلائے''۔ پی۔ فنڈر ...... ۲۳ مارچ ۱۸۵۴ء

ملحوظہ: ''پادری فنڈر'' کا خط ''شیخ رحمت اللہؒ'' نے حاصل کر کے خوشی محسوس کی کہ میرا خط اور میری محنت رائیگاں نہیں گئی، اور ''پادری فنڈر'' مناظرہ کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ جب مناظرہ کا انعقاد طے ٹھہرا، تو اب ''شیخ رحمت اللہؒ'' نے بھی غور و تدبر کے بعد چند پیش بندیاں بعض وجوہ سے ضروری سمجھیں (۱): کیونکہ ''پادری فنڈر'' کی پشت پر حاکمانِ وقت ہوں گے اور وہ اپنے حاکمانہ اقتدار کا مظاہرہ بھی کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کو اس درجہ احساسِ کمتری میں مبتلا کیا جا چکا ہے کہ انگریز حکام کی بے جا مداخلت کے خلاف طاقتور آواز میں احتجاج کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ (۲): اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے والے اہلِ علم پر حاکمانہ رعب ڈال کر انہیں خاموش کر سکتے ہیں۔ (۳): اور پھر اس کے بعد افواہ پھیلا دی جائے گی کہ مسلمان مناظر لاجواب ہو کر مناظرہ سے فرار اختیار کر گیا ہے۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کی بڑی رسوائی کی بات ہوگی۔ اس لئے آپ نے حالات پر نظر رکھتے ہوئے اور کچھ اصولِ مناظرہ کے تحت پابندیاں عائد کیں اور آپ نے فوراً دوسرا خط ''پادری فنڈر'' کے نام تحریر فرمایا۔

''شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ'' کا ''پادری فنڈر'' کے نام دوسرا خط:

''آپ کا گرامی نامہ اور مکتوب ملا! علانیہ طور پر مجمعِ عام میں مناظرہ کرنے پر آپ نے جو آمادگی کا اظہار فرمایا اس کا ممنون کرم اور مشکور ہوں! اور خط پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صلاح و مشورہ کے بعد ''دن،

تاریخ اور وقت ومقام‘‘ سے مطلع فرمائیں گے تو مجھے امید ہے کہ مشاورت کے بعد ضرور آگاہ فرمائیں گے! اور اسی طرح آپ نے چار امور کی پابندی ملحوظ رکھنے کا مطالبہ بھی تحریر فرمایا ہے، جس میں (۱): پہلی بات تو یہ ہے کہ ’’نسخ اور تحریف‘‘ کے مسئلہ پر گفتگو ہو! آپ کی رائے کے مطابق مجھے بسروچشم منظور ہے۔ (۳): تیسری بات آپ نے یہ تحریر فرمائی کہ موضوع مناظرہ سے ہٹ کر کسی دوسرے مسئلہ پر گفتگو نہ ہو! یہ رائے بھی محمود ومستحسن اور پسندیدہ اور بالکل اصولِ مناظرہ کے عین مطابق ہے یہ بھی مجھے منظور ہے۔ اور (۲): پر جو شرط آپ نے تحریر فرمائی ہے کہ طرفین کی باہمی رضامندی سے کسی دوسرے مسئلہ پر گفتگو ہوسکتی ہے، یہ جملہ مبہم ہے، اس کی وضاحت فرمائیں گے تو کرم ہوگا کہ آپ کی اس فقرہ سے کیا مراد ہے؟ تاکہ اس کی منظوری سے بھی آپ کو فی الفور مطلع کردوں! (۴): یہ کہ آپ نے ایک بات حکم اور ثالث (انگریزی میں چیرمین) کی تحریر کی ہے، شاید اس سے آپ کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بڑا انگریز افسر حکم اور ثالث یا چیرمین بنایا جائے، تو عرضِ خدمت یہ ہے کہ میں اس شہر (آگرہ) میں مسافر ہوں! یہاں کے بڑے حضرات سے ناواقف ہوں، اس لئے میں کسی ثالث یا حکم کے بارے میں اپنی رضامندی کس طرح ظاہر کرسکتا ہوں! اور اگر کسی مسلمان کو ثالث بنایا جائے تو میرا خیال ہے کہ آپ اس کو پسند نہیں کریں گے۔ جبکہ یہ مناظرہ نازک ترین اور اہم ترین مسائل پر ہورہا ہے اس لئے ثالث چاہے مسلمان ہو یا عیسائی، محمدی ہو یا مسیحی، کوئی بھی شک وشبہ سے بالاتر نہیں ہوسکتا۔ اور عوام کے دلوں میں بدگمانی علیحدہ ہوگی۔ اس لئے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اس شرط کو ختم کردیا جائے تو بہتر ہوگا۔ اور پھر ثالث اور حکم کا ہونا بظاہر غیر ضروری امر بھی ہے کیونکہ مجلس مناظرہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے اہلِ علم اور ہندوستان کے تہذیب یافتہ حضرات ہوں گے تو یوں کسی بدنظمی کا امکان بھی نظر نہیں آتا۔ فقیر راقم الحروف چونکہ انگریزی سے ناواقف ہے ہاں البتہ فریقین (دونوں فریق) کی کتابوں کے حوالے، ان کی عبارتیں پیش کرنے کی چنداں ضرورت ہوگی، کیونکہ ان میں کچھ کتابیں انگریزی میں بھی ہیں اس لئے میں معاون کے طور پر ’’ڈاکٹر محمد وزیر خان‘‘ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں! آپ بھی اپنے لئے کسی کو معاون منتخب کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں! آپ کو اختیار ہے۔

آخر میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں! کہ دورانِ مناظرہ کسی دوسرے شخص کو دخل اندازی کی اجازت نہ ہوگی! سوائے ان چار افراد کے اور کوئی بھی گفتگو نہیں کرسکے گا۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ گفتگو کرنے والے آپ اور آپ کے معاون۔ اور فقیر راقم الحروف اور میرے معاون ڈاکٹر محمد وزیر خان ہوں گے۔‘‘

رحمت اللہ کیرانویؒ ...... ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۰ھ بمطابق ۲۴ مارچ ۱۸۵۴ء

’’پادری فنڈر‘‘ کا ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کو دوسرا جوابی خط

’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کے خط کے جواب میں دوسرے ہی دن ’’پادری فنڈر‘‘ نے جو خط لکھا، اس میں شیخ

کی تحریر کردہ تجویزوں کو منظور کر کے اپنی خود اعتمادی کا بھرپور مظاہرہ کیا، شاید اس لئے کہ اب تک اس کی کسی بات کی تردید کسی نے نہیں کی تھی۔ اور آج تک اس کے چیلنج کو منظور کرنے کی کسی نے جرأت نہیں دکھائی ہوگی، پادریوں کا سرخیل ہونے کے ناطے اس کو خود اعتمادی کا مظاہرہ کرنا ہی تو چاہئے تھا اس لئے اس نے لکھا:

میرے خط کے جواب میں آپ کا گرامی نامہ ملا، پڑھ کر حالات و واقعات سے بین طور پر آگاہی ہوئی، بندہ کی بھی یہی خواہش ہے کہ دونوں طرف سے دو دو آدمی ہوں، آپ کی یہ تجویز بندہ کو منظور ہے۔ اور یہ تجویز بھی منظور ہے کہ کوئی حکم اور ثالث نہ ہو۔ اور ''ڈاکٹر محمد وزیر خانؒ'' آپ کا معاون اور شریک کار ہوگا اس پر بھی میں راضی ہوں! اور میرے معاون ''پادری فرنچ'' ہوں گے، لیکن وہ آج ہی تبدیلی آب و ہوا کے لئے ''علی گڑھ'' جارہے ہیں، ان کی واپسی دو ہفتے بعد ہوگی، اس لئے ''مجلسِ مناظرہ'' ان کی آمد تک ملتوی رہے گی، ان کے آتے ہی ''تاریخ و محفلِ مناظرہ'' مقرر کر دی جائے گی۔

چونکہ اس طرح کے مناظرہ کی مجلسوں میں عام طور پر کثرت سے لوگوں کو شریک ہونے کی خواہش ہوتی ہے اس لئے ''مجلسِ مناظرہ'' میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے بہت سے افراد شریک ہوں گے۔ بہت سے انگریز افسران بھی شریکِ مجلس ہوں گے۔ اور شہر ''آگرہ'' کے معززین بھی آسکتے ہیں۔ البتہ یہ امر ضروری ہے کہ ''مجلسِ مناظرہ'' میں وہ کسی طرح کی دخل اندازی نہیں کریں گے، سوائے اس کے کہ کوئی اچھی بات ان کے دل و دماغ میں آئے تو وہ اس کا اظہار کر دیں اس کی ممانعت نہیں ہونی چاہئے! لیکن مباحثہ میں دخیل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی اس کے لئے بہر حال ممانعت ہوگی۔ اور گفتگو کے دوران بحث و مباحثہ کے لئے فریقین کے دو دو آدمیوں کو ہی بولنے کی اجازت ہوگی''۔　پی۔ فنڈر ...... ۲۵ مارچ ۱۸۵۴ء

''شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ'' کا ''پادری فنڈر'' کے نام تیسرا خط

''پادری فنڈر'' کا خط اطمینان بخش ضرور تھا مگر ''شیخ رحمت اللہؒ'' نے اپنے خط میں ''پادری فنڈر'' کی جس شرط کی وضاحت طلب فرمائی تھی ''پادری فنڈر'' نے اپنے خط میں اس کا ذکر تک نہیں کیا، جبکہ اس شرط کے کئی پہلو تھے اور بعض دشواریاں بھی پیدا ہوسکتی تھیں۔ اگر اس شرط کے حدود و قیود متعین ہو جاتے تو ذہنی خلجان دور ہو جاتا۔ اسی لئے ''شیخ رحمت اللہؒ'' نے اپنے اس مکتوب میں پھر اس کی یاد دہانی فرمائی اور ''پادری فنڈر'' کو اس کے خط کے جواب میں جو لکھا وھو ھذا:

''میرے خط کے جواب میں آپ کا مکتوب گرامی ملا، آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ چوتھی شرط یعنی ثالث کے نہ ہونے پر راضی ہیں، اور آپ نے اس کو پسند بھی کر لیا کہ جانبین سے دو دو آدمی ہوں! اور ''ڈاکٹر محمد وزیر خانؒ'' کا میرا شریک و معاون ہونا بھی آپ کو منظور ہے۔ اور آپ نے ''پادری فرنچ'' کو اپنا

شریک بنایا ہے اور دو ہفتوں کی مہلت چاہی ہے کہ ’’پادری فرنچ‘‘ فی الحال ’’علی گڑھ‘‘ جارہے ہیں۔ نیز آپ جانتے ہیں اور یہ بات آپ پر مخفی نہیں ہے کہ میں اس شہر میں مسافر ہوں، اور یہاں زیادہ دنوں تک میں نہیں رہ سکتا۔ میں نے اپنے خط میں آپ کی طرف سے پیش کردہ ثانی شرط کی وضاحت چاہی تھی لیکن جوابی خط میں اس سلسلہ میں کچھ بھی نہیں لکھا گیا ہے۔ آپ کی عنایتوں کے پیشِ نظر آپ سے تین امور کی استدعا کرتا ہوں! امید کہ منظور فرمائیں گے: (۱) آپ کے حکم کے مطابق میں نے دو ہفتوں تک ’’مجلسِ مناظرہ‘‘ کے التواء کو منظور کرلیا ہے، آئندہ مزید مہلت نہ لی جائے اور نہ تأخیر کی جائے!۔ (۲) آپ کی عائد کردہ دوسری شرط کی وضاحت مطلوب ہے، تاکہ میں قبول یا عدم قبول کی رائے دے سکوں!۔ (۳) ان دو ہفتوں کی مہلت و مدت میں ’’مقام مناظرہ‘‘ کی تعیین فرمادیں! کہ مناظرہ کس جگہ ہوگا؟ کم از کم تین چار دن قبل مجھے قطعی و یقینی طور پر معلوم ہوجانا چاہئے! والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ‘‘۔

رحمت اللہ کیرانویؒ ...... ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۰ھ بمطابق ۲۶ مارچ ۱۸۵۴ء

’’پادری فنڈر‘‘ کا جواب

چونکہ ’’پادری فنڈر‘‘ نے جوابی خط میں اتنے مختصر اور مجمل الفاظ لکھے تھے کہ ان کی وجہ سے ذہنی خلجان تھا۔ مناظرہ اور پھر وہ بھی ایسے خطرناک ماحول میں یہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ اس کی وضاحت کرلینی ضروری سمجھی اور یہ ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ جیسی ذہین شخصیت کا کام تھا، عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی۔ تاہم! ’’پادری فنڈر‘‘ نے ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کے خط کے جواب میں لکھاو ھو ھذا: ’’آپ کا مکتوب مکرم ملا، حالات ومقصود سے انکشاف حاصل ہوا، ’’پادری فرنچ‘‘ کی دو ہفتے میں حاضری ہوجائے گی، دو ہفتہ سے زیادہ مدت دراز نہیں ہوگی، اس امر میں متفکر ہونے کی ضرورت نہیں وہ جب آجائے گا آپ کو خبر کردی جائے گی۔

مجلس مناظرہ کا انعقاد: اس ’’کٹرہ‘‘ میں ہوگا جس میں پہلے کبھی ایک مدرسہ تھا۔

مجلس مناظرہ کا وقت: صبح ساڑھے چھ بجے سے آٹھ بجے تک ہوگا۔ اس سے زیادہ وقت انگریز افسر نہیں ٹھہر سکتے۔ باقی مناظرہ کی تاریخ فی الحال طے کرنے سے معذور ہوں، ’’پادری فرنچ‘‘ کی واپسی کے بعد قطعی تاریخ سے مطلع کردوں گا۔ دوسری شرط (جس کا ذکر آپ نے اپنے خط میں کیا ہے) کی وضاحت کے سلسلہ میں عرض ہے: کہ ’’نسخ اور تحریف‘‘ کے مسئلہ پر مباحثہ تمام ہونے کے بعد فریقین جن مسائل پر بحث کے لئے متفق ہوں گے انہیں پر مباحثہ ہوگا، میں نے اپنے خط میں اسی طرف اشارہ کیا تھا، میں نے لکھا تھا کہ پہلے ’’نسخ اور تحریف‘‘ کے مسئلہ پر گفتگو ہوگی پھر ایسے مسئلہ پر ہوگی جس کو فریقین پسند کریں۔ میری خواہش ہے کہ ان دونوں کے بعد ’’اثبات نبوت محمدی (ﷺ)‘‘ پر گفتگو ہو! آپ نبوت محمدی (ﷺ) کے اثبات پر دلائل پیش کریں گے!‘‘

پی۔ فنڈر ...... ۲۷ مارچ ۱۸۵۴ء

جہنم کا تعارف

مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز

☆...... جہنم میں گرایا گیا پتھر ۷۰ سال بعد جہنم کی تہ میں پہنچتا ہے۔ (مسلم)

☆...... جہنم کے ایک احاطہ کی دو دیواروں کے درمیان ۴۰ سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ (ابویعلی)

☆...... جہنم کو میدان حشر میں لانے کے لئے ۴ ارب ۹۰ کروڑ فرشتے مقرر ہوں گے۔ (مسلم)

☆...... جہنم کا سب سے ہلکا عذاب آگ کے دو جوتے پہننے کا ہوگا جس سے جہنمی کا دماغ کھولنے لگے گا۔

☆...... جہنمی کی ایک داڑھ (بڑا دانت) احد پہاڑ سے بھی بڑی ہوگی۔ (مسلم)

☆...... جہنمی کے جسم کی کھال ۴۲ ہاتھ (۶۳ فٹ) موٹی ہوگی۔ (ترمذی)

☆...... جہنمی کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رو سوار کی ۳ دن کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔ (مسلم)

☆...... دنیا میں تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کے برابر جسم دیا جائے گا۔ (ترمذی)

☆...... جہنمی اس قدر آنسو بہائیں گے کہ ان میں کشتیاں چلائی جاسکیں گی۔ (مستدرک حاکم)

☆...... جہنمیوں کو دیئے جانے والے کھانے تھوہر کا ایک ٹکڑا دنیا میں گرا دیا جائے تو ساری دنیا کے جانداروں کے اسباب معیشت برباد کردے۔ (احمد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

☆...... جہنمیوں کو پلائے جانے والے مشروب کا ایک ڈول (چند لیٹر) دنیا میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا کی مخلوق کو بدبو میں مبتلا کردے۔ (ابویعلی)

☆...... جہنمیوں کے سر پر اس قدر کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا کہ وہ سر میں چھید کر کے پیٹ میں پہنچ جائے گا اور پیٹ میں جو کچھ ہوگا اسے کاٹ ڈالے گا اور یہ سب کچھ پیٹھ سے نکل کر قدموں میں آگرے گا۔ (مسند احمد)

☆...... کافر کو جہنم میں اس قدر سختی سے ٹھونسا جائے گا جس قدر نیزے کی انی دستے میں سختی سے گاڑی جاتی ہے۔ (شرح السنہ)

☆...... جہنم کی آگ شدید سیاہ رنگ کی ہے۔ جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے گا۔ (مالک)

☆...... جہنمیوں کو آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھنے میں ۷۰ سال لگیں گے اترے گا تو پھر اسے چڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔ (ابویعلی)

☆...... جہنمیوں کو مارنے کے لئے لوہے کے گرز اتنے وزنی ہوں گے کہ انسان اور جن مل کر بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے۔ (ابو یعلی)

☆...... جہنم کے سانپ قد میں اونٹوں کے برابر ہوں گے اور ان کے ایک دفعہ ڈسنے سے کافر ۴۰ سال تک اس کے زہر کی جلن محسوس کرتا رہے گا۔ (حاکم)

☆...... جہنم کے بچھو قد میں خچر کے برابر ہوں گے ان کے ڈسنے کا اثر کافر ۴۰ سال تک محسوس کرتا رہے گا۔

☆...... جہنمیوں کو جہنم میں منہ کے بل چلایا جائے گا۔ (مسلم)

☆...... جہنم کے دروازے پر عذاب دینے والے ۴ لاکھ فرشتے موجود ہوں گے جن کے چہرے بڑے ہیبت ناک اور سیاہ ہوں گے کچلیاں باہر نکلی ہوں گی۔ سخت بے رحم ہوں گے اور اس قدر جسیم کہ دونوں کندھوں کے درمیان پرندے کی ۲ ماہ کے مسافت کا فاصلہ ہوگا۔ (ابن کثیر)

یہ ہے وہ ہولناک اور المناک عقوبت خانہ آخرت جس کا قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بار بار جہنم کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر مسلمان کو اپنے فضل وکرم اور احسان عظیم کے صدقے اس سے محفوظ اور مامون فرمائے، بے شک وہ بڑا بخشن ہار اور رحم فرمانے والا ہے اور جو چاہے وہ کرنے پر قادر ہے۔ آمین! ’’اللّٰھم اجرنا من النّار‘‘ ﴿اے اللہ ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرما﴾

مولانا عبدالرشید کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے مبلغ مولانا غازی عبدالرشید کی والدہ محترمہ ۱۷ رمضان المبارک مطابق ۱۹ اپریل ۲۰۲۲ء میں وصال فرمائے آخرت ہوگئیں۔ ان کے آبائی قصبہ گڑھ مہاراجہ موڑ ضلع جھنگ کے گورنمنٹ سکول میں جنازہ ہوا۔ علاقہ بھر اور فیصل آباد کی ممتاز دینی شخصیات نے بھرپور شرکت کی۔ حق تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ مقام اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

قاری عبیدالرحمٰن کے والد مرحوم کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے شعبہ حفظ کے قدیم استاذ قاری عبیدالرحمٰن کے والد گرامی اپنے آبائی گاؤں منچن آباد میں رمضان المبارک میں انتقال فرما گئے۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ قاری عبیدالرحمٰن، قاری سیف الرحمٰن سمیت تمام پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ آمین ثم آمین!

انتخاب لاجواب

حافظ محمد انس

<u>مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی سند عالی:</u> ’’دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے اکابر واساتذہ میں ایک امتیازی فضیلت حضرت مفتی (عزیز الرحمٰن دیوبندی) صاحب کی یہ بھی تھی کہ ان کی سند سب سے عالی تھی۔ ان کو صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث کی اجازت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے بھی حاصل تھی اور وہ حدیث میں براہ راست حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کے شاگرد تھے، اگرچہ مشہور یہ بھی ہے کہ حضرت گنج مرادآبادیؒ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے شاگرد تھے اور ان سے بھی اجازت تھی۔ لیکن راقم سطور (مولانا محمد منظور نعمانی) نے اس بارے میں حضرت مفتی صاحب سے دریافت کیا تو حضرت نے بتلایا کہ حضرت مولانا گنج مرادآبادیؒ نے خود بیان فرمایا تھا کہ حدیث کی کتابیں میں نے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ سے پڑھی ہیں اور ان ہی سے مجھے اجازت ہے، ہاں بچپن میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں اور ان کی مجالس میں حاضر ہوتا تھا، اس وقت میری عمر بہت کم تھی، چھوٹے بچوں کی طرح میں حضرت شاہ صاحبؒ کے گھر میں بھی آتا جاتا تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے علو سند کے امتیاز کی وجہ سے دورہ حدیث کے بہت سے طلبہ ان سے حدیث کی خصوصی سند اور اجازت بھی لیتے تھے۔ اس عاجز کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی۔‘‘ (تحدیث نعمت مولانا محمد منظور نعمانی ص ۱۲۸)

<u>سکوت اور کلام:</u> امام عبدالوہاب شعرانیؒ کا مقولہ ہے ’’من لم ینفعه سکوتنا لم ینفعه کلامنا‘‘ یعنی جس کو ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں ہوگا اس کو ہماری باتوں سے بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ (تحدیث نعمت ص ۳۷۸)

<u>رحمت عالم ﷺ کے نام کی قربانی کا گوشت:</u> حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدیر ماہنامہ الفرقان لکھنو نے اپنی سوانح حیات ’’تحدیث نعمت‘‘ کے نام سے مرتب فرمائی۔ اس میں آپ نے اپنے مناظرہ سلانوالی ضلع سرگودہا کے سفر ۱۹۳۶ء کے ضمن میں ایک واقعہ تحریر فرمایا۔ آپ بھی مطالعہ فرمائیں:

’’ایک قابل ذکر واقعہ اس سفر میں یہ بھی پیش آیا کہ چند روز پہلے عیدالضحیٰ میں میں نے اپنی قربانی کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی گھر کے پلے ہوئے ایک بکرے کی قربانی کی تھی۔ یہ بکرا بہت ہی خوبصورت تھا اور گھر کے سب ہی لوگوں کو اس سے انس تھا۔ یہ سب چھوٹے بڑوں سے بہت ہی مانوس تھا۔ عید قربان کے ۳، ۴ دن بعد یہ سفر ہوا تھا۔ راستہ میں کھانے کے لئے ایک بکرے کا گوشت ایک ناشتہ دان میں

بھرلیا تھا۔ میرے ساتھ ایک رفیق سفر مولوی عطاء اللہ قاسمی بھی تھے۔ ریل کے ڈیڑھ دو دن کے سفر میں ہم دونوں یہی گوشت کھاتے رہے۔ مقام مناظرہ سلانوالی پہنچ کر اپنے اس ناشتہ دان کو گویا ہم بھول ہی گئے۔ وہاں کے قیام میں اس کو کھول کر دیکھنے کی بھی نوبت نہیں آئی۔ اس سفر سے واپسی میں ہم دونوں کے علاوہ اور بھی متعدد حضرات ساتھ تھے۔ ایک بڑے اسٹیشن پر کھانا کھانے کا ارادہ کیا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ کھانے کا کچھ سامان اسٹیشن سے بھی خرید لیا جائے، اس وقت ناشتہ دان یاد آیا، ساتھ ہی خیال آیا کہ اس میں کچھ گوشت باقی رہ گیا تھا وہ تو بالکل خراب ہو گیا ہوگا۔ اس کو کھول کے دیکھا، انتہائی حیرت انگیز مسرت ہوئی۔ اس گوشت میں جو ۸،۱۰ دن پہلے کا پکا ہوا تھا اور اس میں سے کھایا بھی گیا تھا اور جو تھا وہ پس خوردہ تھا اور ناشتہ دان میں بند رہا تھا۔ ہوا بھی نہیں لگی تھی، ذرا بھی تغیر نہیں آیا تھا۔ ہم نے اس کو رسول پاک ﷺ کی نسبت کی برکت اور آپ کا معجزہ سمجھا اور سب رفقائے سفر نے بہ طور تبرک کے اس کو کھایا۔ **صلی اللہ علٰی نبیہ الکریم!**‘‘

(تحدیث نعمت ص ۲۳۷، ۲۳۸)

مولانا عبدالغفار ذہبی کی رحلت

فن اسماء الرجال اور علوم الحدیث کے بلند پایہ محقق استاذ الحدیث مولانا عبدالغفار ذہبیؒ ۲۶ رمضان مطابق ۲۸/اپریل ۲۰۲۲ء بوقت شام وفات پاگئے۔ آپ علوم الحدیث کے ان محققین میں سے تھے جن کی زندگی احادیث کی اسناد اور متون کی خدمت صحیح معنوں میں کرتے ہوئے گزری۔ آپ کی وفات خدام حدیث کے لئے ایک بہت بڑا حادثہ ہے جس کا زخم مدتوں مندمل نہ ہو سکے گا۔ آپ کا آبائی علاقہ بہاول پور کی تحصیل احمد پور شرقیہ کے مضافاتی شہر چنی گوٹھ ہے۔ ۲۸/رمضان المبارک بروز جمعہ کو آپ کے آبائی علاقہ میں حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم العالیہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی تمام دینی خدمات کو قبول فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حاجی ملک نذیر ڈیہنہ چوک پرمٹ کا وصال

۳/مئی ۲۰۲۲ء بروز عید الفطر محترم جناب حاجی ملک نذیر ڈیہنہ انتقال فرما گئے۔ ملک صاحب اپنی برادری کے وڈیرے تھے۔ خوب مرنجاں مرنج انسان تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ دلی لگاؤ تھا اور مدرسہ ختم نبوت چوک پرمٹ کی پوری سرپرستی فرماتے رہے۔ اللہ رب العزت مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے۔ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے نمائندہ وفد حافظ محمد انس، مولانا محمد حمزہ لقمان، مولانا خالد عابد اور مولانا ذوالفقار احمد نے مرحوم کے گھر جا کر تعزیت کی۔

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ چناب نگر کا وصال

مولانا اللہ وسایا

بہاول نگر ضلع کی تحصیل منچن آباد کا سرحدی گاؤں ڈبر شکر گنج میں جناب محمد عباس سکھیرا کے ہاں مولانا غلام مصطفیٰ ۱۹۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے دینی تعلیم کا بیشتر حصہ مدرسہ عربیہ صادقیہ منچن آباد سے مکمل کیا۔ دورۂ حدیث شریف جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر سے کیا۔ اس کے بعد ملتان میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے ہاں سہ ماہی ردِ قادیانیت کورس دفتر مرکزیہ ملتان میں مکمل کیا۔ خوشاب، سرگودھا، چناب نگر اور سیالکوٹ مختلف مقامات پر دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ چناب نگر میں تقرری کے بعد بھی پہلے خوشاب پھر سیالکوٹ میں جزوی وقت دیتے رہے۔

آپ نے زیادہ تر وقت مولانا محمد اکرم طوفانی کی زیر تربیت وزیر نگرانی گزارا اور زیادہ تر انہی کا رنگ مولانا غلام مصطفیٰ پر جما۔ بول چال، کھڑکا، دڑکا میں وہ مولانا محمد اکرم طوفانی کا پرتو نظر آتے تھے۔ جہاں کہیں قادیانی فتنہ سر اٹھاتا، ان کی کوئی سرگرمی نظر آتی، آپ ان پر اس تیزی کے ساتھ یورش کرتے کہ دم بخود ہوکر، دم دبا کر بھاگتے قادیانی نظر آتے۔ ان کے تمام منصوبوں اور سازشوں کو پیوند خاک کرنے میں آپ دیر نہ لگاتے۔

مولانا غلام مصطفیٰ نے چناب نگر مدرسہ ختم نبوت اور چناب نگر ریلوے اسٹیشن جامع مسجد محمدیہ دونوں کے نظم پر نظر رکھی۔ آپ کا وجود قادیانیت کے لئے سوہانِ روح تھا۔ آپ ختم نبوت کی موثر و بھرپور آواز تھے۔ آپ بہت ہی اجلے کردار کے مالک تھے۔ چناب نگر کو پہلے ضلع جھنگ لگتا تھا۔ آپ اپنے رفقاء اور علاقہ کے غریب مسلمانوں کا سہارا تھے۔ ان کے سرکاری دفاتر سے کام کرانے میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ آپ کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کر کے جاتے اور حتی الامکان غریب ساتھیوں کا کرایہ بھی خود ادا کرتے۔ اس حوالے سے آپ نے غریب خلق خدا کی خدمت کا ایک ریکارڈ قائم کیا۔ آپ کی حق پرستی کا یہ عالم تھا کہ تمام آفیسروں کی آپ کے متعلق یہ رائے تھی کہ آپ جس کی بابت سفارش کریں وہ حق پر ہوتا ہے۔ ناجائز امداد یا غلط بیانی کا آپ کے ہاں تصور نہ تھا۔ آپ کی اس حق بیانی کے باعث دوست و دشمن آپ سے خم کھاتے تھے۔ آپ جس کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے وہ مقدر کا دھنی سمجھا جاتا۔

مولانا غلام مصطفیٰ بجاطور پر سچے عاشق رسول تھے۔ قادیانیوں کے متعلق کسی بھی قسم کی نرمی یا

رواداری کا آپ کے ہاں تصور نہ تھا۔ ان کے نزدیک سانپ اور بچھو سے مصلحت روا تھی، قادیانیوں سے خواب میں بھی اس مصلحت کے روادار نہ تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جس کے ساتھ صلح ہے سو صلح ہے۔ جس کے متعلق دل میں میل ہے، اس کا اظہار کرنے میں تاخیر نہ کرتے۔ بسا اوقات آپ کی اس روش پر بعض ساتھی ناک بھوں چڑھاتے، لیکن آپ اپنی ڈگر پر قائم رہتے۔ آپ نے قادیانی گروہ کو چناب نگر میں ایسی نتھ ڈال رکھی تھی کہ ان کی قیادت تک کی آنکھوں میں کھٹکتے تھے۔ ان تمام تر حالات کے باوصف آپ دائیں بائیں کی بجائے اپنی متعین کردہ راہوں پر استقامت کے ساتھ آخر وقت تک گامزن رہے۔

مولانا کی دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک یہ خوبی تھی کہ وہ نکاح پڑھانے پر قطعاً ہدیہ قبول نہ کرتے بلکہ مقدور بھر دلہن و دلہا کو کچھ نہ کچھ پیش کرتے تھے۔ مولانا نے سماجی طور پر اہل علاقہ کی بڑی بھرپور خدمت کی۔ موت فوت، خوشی غمی میں برابر شریک ہو کر ان کی خوشیوں کو دوبالا اور غم کو ہلکا کرنے کا شیوہ رکھتے تھے۔ مولانا کا ایک بیٹا ہوا اور تھوڑے دنوں بعد ذخیرۂ آخرت ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ عرصہ سے شوگر نے بھی گھیر رکھا تھا۔ اس کا جگر و گردوں اور نظر پر بھی اثر ہوا۔ نظر کا آپریشن بھی کرایا جو کامیاب رہا۔

وفات سے ہفتہ دس دن قبل آپ کو پیشاب کی بندش کے صبر آزما مرحلہ سے گزرنا پڑا۔ لالیاں یٰسین ہسپتال سے علاج کرایا۔ آپریشن کامیاب رہا۔ گھر تشریف لائے بظاہر صحت ٹھیک تھی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، دوسرے رفقاء سمیت فقیر عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ گردوں اور جگر کے متعلق بتایا کہ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ وہ متاثر ہیں۔ فقیر نے عرض کیا کہ مولانا! وقت متعین ہے۔ یہ بیماریاں سب بہانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دیں آخر وقت تک کسی کا محتاج نہ کریں۔ جب وقت موعود آجائے اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر فرمائیں۔ اس پر وہ بار بار آمین کہتے رہے۔ زندگی میں کہا سنا معاف کرانے کی بابت بھی فرمایا۔ اس وقت تو فقیر نے ان کے سامنے بات مزاح میں ٹال دی۔ لیکن جب اٹھ کر باہر آئے تو دل کو چوٹ ضرور لگی کہ مولانا غلام مصطفیٰ نے اس بیماری کو سنجیدہ لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں۔

یہ ملاقات ۲۷؍مارچ ۲۰۲۲ء کو ہوئی اور زندگی کی آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ یکم اپریل ۲۰۲۲ء کو جمعہ کے روز حاصل پور جمعہ پڑھانے کے سفر پر تھا کہ چناب نگر جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کے ناظم تعلیمات مولانا محمد الیاس کا فون آیا کہ مولانا غلام مصطفیٰ وصال فرمائے آخرت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

ہوا یہ کہ آپریشن کے بعد ایک آدھ دن تو معاملہ ٹھیک رہا۔ اس کے بعد سانس لینے میں دشواری، سمجھے کہ پھیپھڑوں کے نقص نے سر اٹھایا ہے۔ پہلے سول ہسپتال چنیوٹ، پھر الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل کرائے گئے۔ ان کے عزیز بھی منچن آباد سے تیمارداری کے لئے حاضر ہوئے۔ تا آنکہ جمعہ کے دن صبح

گیارہ بجے کے قریب اپنی جان حق تعالیٰ کے سپرد کر کے فارغ ہوگئے۔ آپ کو چناب نگر جامعہ ختم نبوت لایا گیا۔ جمعہ کے روز اڑھائی بجے کے لگ بھگ حضرت مولانا غلام رسول دین پوری شیخ الحدیث جامعہ ہذا کی امامت میں نماز جنازہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت مولانا سیف اللہ خالد مسؤل وفاق المدارس درجۂ کتب ضلع چنیوٹ و مولانا قاری عبدالحمید مسؤل درجہ حفظ وفاق المدارس، مولانا الیاس الرحمٰن، قاری عبیدالرحمٰن کی ہمراہی میں آپ کے جسد خاکی کو چناب نگر سے منچن آباد لایا گیا۔ رات دس بجے کے بعد آپ کا یہاں جنازہ ہوا۔ اس کے بعد ان کے جسد خاکی کو رحمت حق کے سپرد کر دیا گیا۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔

خوب وقت گزارا، بڑے بہادر، جری اور حق گو انسان تھے۔ ان کی جرأت و پامردی کی داستانیں تاریخ کا حصہ ہیں۔ جتنا عرصہ رہے خوب سج دھج سے رہے۔ ’’بھجو بھج، نسّونس‘‘ میں زندگی گزاری۔ وہ ایک نظریاتی رہنما تھے اور سراپا وفا تھے۔ جنازہ بھی ختم نبوت کے مرکز سے اٹھا۔ رحمۃ اللّٰہ علیہ رحمۃً واسعۃً!

حضرت مولانا قاری محمد یعقوب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

۲۶، ۲۷؍رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ کی درمیانی شب دو بجے رات مطابق ۲۸؍اپریل ۲۰۲۲ء کو مدینہ ٹاؤن فیصل آباد جامعہ عثمانیہ قاسم العلوم کے بانی و مہتمم اور جمعیت علماء اسلام فیصل آباد کے رہنما حضرت قاری محمد یعقوب عثمانی وصال فرما آخرت ہوگئے۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون!

ضلع جھنگ کے معروف قصبہ چنڈ بھروانہ کے قریب ’’ساج وال‘‘ کی بستی ابوالخیر ہاشمی، تھانہ حسن کے ہاشمی برادری کے شیر محمد صاحب کے ہاں ۱۹۵۸ء میں حضرت قاری محمد یعقوب پیدا ہوئے۔ آپ نے قرآن مجید حفظ و ناظرہ، قرأت اور ابتدائی چند سال درس نظامی کی تعلیم جامعہ علوم شرعیہ جھنگ صدر میں حضرت مولانا سید صادق حسین شاہؒ کی سرپرستی میں حاصل کی۔ ۱۹۷۹ء میں دارالعلوم پیپلز کالونی حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی سرپرستی میں درجہ حفظ میں پڑھاتے رہے۔ لاہور پاور ہاؤس کالونی شاہدرہ میں بھی کچھ عرصہ تدریس و امامت و خطابت کا فریضہ انجام دیا۔ اس کے بعد گوکھووال ملت روڈ فیصل آباد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ گوکھووال میں قادیانی فتنہ کے اثرات تھے۔ یہیں سے عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کا مشن اپنا لیا۔ ۱۹۹۰ء میں پیپلز کالونی میں ایک مکان کرایہ پر لے کر حفظ القرآن کی کلاس جاری کی۔ ۱۹۹۷ء سے مدینہ ٹاؤن مدرسہ قاسم العلوم عثمانیہ کی تعمیر کے بعد یہاں منتقل ہوگئے۔ پھر عمر بھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اسی ادارہ میں حفظ و ناظرہ بنین و بنات کی اب بھی تعلیم ہوتی ہے۔ آپ عمر بھر ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام کے

ساتھ وابستہ رہے۔ حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ بھی جمعیت علماء اسلام سے وابستہ تھے۔ انہوں نے سپاہ کی نیو رکھی تو فیصل آباد کے پہلے سپاہ کا صدر قاری محمد یعقوب عثمانی کو مقرر کیا۔ آپ کی طبیعت میں اعتدال تھا۔ تمام تر اپنے مسلک کی جماعتوں کے اکابر کے ساتھ والہانہ عقیدت واحترام کا رشتہ قائم رکھا۔

ابتداء میں حضرت درخواستی مرحوم سے بیعت ہوئے۔ پھر حضرت خواجہ خان محمدؒ سے روحانی تعلق قائم کیا۔ اس کے بعد مولانا عبدالحفیظ مکیؒ سے تعلق رکھا۔ حضرت قاری محمد یعقوب شوگر کے عرصہ سے مریض تھے۔ جس کی زیادتی کے باعث عرصہ تین سال سے بستر علالت پر رہے۔ لیکن زندگی بھر پہلے چنیوٹ، پھر چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں کبھی ناغہ نہیں ہونے دیا۔ اب ۲۰۲۱ء میں ۷/اکتوبر کو قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کے اسٹیڈیم میں جنوبی پنجاب کی ختم نبوت کانفرنس میں علالت ومعذوری کے باوجود بڑے اصرار وتکرار سے صاحبزادوں کو آمادہ کر کے شرکت کی۔ سٹیج پر تشریف فرما رہے۔ پوری کانفرنس میں بڑی دلجمعی اور محبت واخلاص کے ساتھ شرکت فرمائی۔

رمضان المبارک ۲۷ کی شب، شب جمعہ، آپ کی آخرت کی پہلی شب قرار پائی۔ ضلع بھر کے علماء، اہل علم، حفاظ وقراء، ائمہ وخطباء اور دینی نمایاں شخصیات نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ قاری صاحب سراپا اخلاص شخصیت تھے۔ معتدل طبیعت پائی تھی۔ زندگی کے آخری دس سالوں سے تمام جماعتوں سے تعلق منقطع کر کے صرف جمعیت علماء اسلام اور ختم نبوت مشن کے لئے اپنے آپ کو بڑی ثابت قدمی کے ساتھ وقف کر لیا تھا۔ تمام عوارض کے باوجود عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی خدمات اور اس پر استقامت ومداومت قابل رشک تھے۔ ایسے مخلص ومحبّ عالم، حافظ، قاری رہنما کا اٹھ جانا واقعی صدمہ کا باعث ہے۔ حق تعالیٰ ان کے صاحبزادہ مولانا قاری محمد عبداللہ عثمانی کو ان کا صحیح معنی میں جانشین بنائے۔ مرحوم کے جاری کردہ خیر کے تمام امور آب وتاب کے ساتھ جاری وساری اور ترقی پر گامزن رہیں۔ آمین! حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

تحفظ ختم نبوت کنونشن سناواں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سناواں کے زیر اہتمام ۲۹/مارچ ۲۰۲۲ء بعد مغرب جامع مسجد المجاہد میں کنونش منعقد ہوا۔ جس کی نگرانی مولانا ابوبکر بن محمد احمد نے کی۔ تلاوت قاری شکیل اور ہدیہ نعت احسان اللہ نے پیش کیا۔ کنونشن سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، سید کفیل شاہ بخاری، مولانا محمد ساجد ضلعی مبلغ نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد ارشاد احمد گرمانی نے انجام دیئے۔

یوسفین کریمین رحمۃ اللہ علیہما فیصل آباد

ڈاکٹر محمد زاہد اشرف

فیصل آباد کی چند نامی گرامی شخصیات، جنہوں نے بین الاقوامی شہرت حاصل کی اور دنیا بھر میں نام کمایا، اپنی جلیل القدر دینی، ملی خدمات کے باعث، ان میں سے ایک بڑا ہی نمایاں نام حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ والغفران کا بھی ہے۔ وہ تبلیغی جماعت کے سربرآوردہ قائد تو تھے ہی، انہوں نے ملکی اور ملی سطح پر بھی بے حد گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ وہ نفاذِ اسلام کی کوششوں میں بھی فعال رہے۔ انہوں نے قومی وملی تحریکوں میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا، اصلاح معاشرہ کے لئے بھی عملی جدوجہد کی اور لوگوں کی زندگیوں کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے دنیا بھر کے بے تکان دورے کئے اور اپنی حیاتِ مستعار کو اس کام کے لئے وقف کئے رکھا۔

خانوادہ مولانا مفتی زین العابدین اور خانوادۂ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کے باہمی تعلقات بڑے ہی مستحکم بنیادوں پر استوار تھے۔ اگر دونوں شخصیات دینی وتحریکی اور تعلیمی واصلاحی حوالوں سے مشترکہ جدوجہد کرتی رہیں تو ان کے خاندان بھی باہمی روابط میں جڑے رہے۔ ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا اور خوشی غمی میں شریک ہونا معمول تھا۔ آپس میں میل جول اور ملاقاتوں کا تسلسل برقرار رہتا۔ یوں باہمی تعلق میں گہرائی بھی تھی اور وسعت بھی۔ یہ تعلق خاندانوں کے بڑوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ ہر دو خاندانوں کے چھوٹے بڑوں کے ساتھ منسلک تھے، ان کا احترام کرتے، ان کی خدمت میں حاضری کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے۔

دونوں خاندانوں کی دوسری نسلیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ جڑی رہیں۔ ان کے درمیان باہمی محبت پروان چڑھتی رہی، یہاں تک کہ دونوں خاندانوں کے بزرگ جب دنیائے فانی سے دارالبقاء کی طرف چل دیئے تو بھی ان کے جگر گوشوں کے درمیان رشتہ محبت استوار رہا۔ ایک دوسرے کے لئے احترام کے جذبات، بزرگوں کی طرح ہی موج زن رہے۔ گاہے بگاہے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا اور محبتوں کے زمزمے بہتے رہے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مفتی زین العابدینؒ، حسن یوسف پر فریفتہ تھے، اسی کے اسیر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو ''یوسف'' کے نام سے ہی موسوم کیا۔ ان کی شناخت کے لئے

اول، ثانی، ثالث اور رابع کا لاحقہ لگا دیا تا کہ ان کا جداگانہ تشخص بھی برقرار رہے اور ''یوسف'' کے بابرکت نام سے جڑا ہوا تقدس بھی ان کے اردگرد نور کا ہالہ بن کر انہیں گھیرے رہے۔

جناب یوسف اوّل، یوسف ثانی، یوسف ثالث اور یوسف رابع بالعموم اوّل، ثانی، ثالث اور رابع کے ناموں کے ساتھ جانے پہچانے اور پکارے جاتے ہیں۔ ان چاروں بھائیوں کے ساتھ ہمارا میل جول برقرار رہا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی زندگی میں بھی اور ان کے بعد بھی۔ کسی سے کچھ کم تو کسی سے کچھ زیادہ، لیکن سبھی کے لئے محبت کے جذبات ایک جیسے رہے، اس لئے کہ سبھی اس عظیم ہستی کے فرزندانِ ذی وقار ہیں جن کا احترام ہمارے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے تھا اور جن کے لئے ہمارے دیدہ ودل ہمیشہ فرشِ راہ رہا کرتے تھے۔ ان چاروں بھائیوں میں سے جناب مولانا محمد یوسف اوّل اور جناب یوسف رابع تھوڑے عرصے میں ہی یکے بعد دیگرے دارالفناء سے رحلت فرما کر اس دیس کے مکین بن گئے جہاں ان کے والد گرامی پہلے سے ہی ان کے منتظر ہیں، سب سے بڑے بھائی ۱۸؍دسمبر۲۰۲۱ء کو راہیٔ ملک عدم ہوگئے جب کہ سب سے چھوٹے بھائی ۵۲ روز بعد ۸؍فروری ۲۰۲۲ء کو ان کے ساتھ جا ملے۔ سچ ہی کہا جاتا ہے کہ دنیا میں آنے کی تو ترتیب ہوتی ہے لیکن جانے کی نہیں۔ چاروں بھائیوں میں سے جناب مولانا محمد یوسف اول تو سب سے پہلے ہی فانی دنیا سے رخصت ہوگئے، لیکن اگلی باری سب سے چھوٹے بھائی کی آ گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو وقت اجل لکھ رکھا تھا، وہ آ گیا اور سب سے چھوٹا بھائی، سب سے بڑے بھائی سے جا ملنے میں سبقت لے گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اس میں کوئی شک نہیں کہ جانے والے یہ دونوں بھائی اپنے مزاج، اپنے اخلاق واوصاف اور اپنے روّیوں میں بڑی حد تک مماثلت رکھتے تھے، ان میں اپنے دیگر دونوں بھائیوں جناب محمد یوسف ثانی اور جناب مولانا محمد یوسف ثالث کی طرح اپنے والد گرامی حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی جھلک نظر آتی تھی۔ حضرت مفتی صاحب کی بہت سی صفات ان کی شخصیت میں جلوہ گر تھیں۔

مولانا محمد یوسف اوّل علمی اعتبار سے اپنے جلیل القدر والد کے جانشین قرار پائے۔ انہوں نے دارالعلوم فیصل آباد میں تدریس اور انتظامی امور کی ذمہ داریاں حضرت مفتی صاحبؒ کی زندگی میں ہی سنبھال لی تھیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے اپنے والد گرامی کے بنائے ہوئے اس عظیم دینی تعلیمی ادارے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کے لئے اپنی گراں قدر خدمات کی بدولت ہی وہ اس کی شناخت بھی بنے اور پہچان بھی۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک اچھے مدرس بھی تھے اور بہتر منتظم بھی۔ مفتی صاحبؒ کی زندگی میں انہیں ان کی سرپرستی بھی میسر رہی اور راہ نمائی بھی۔ ان کے ہاتھوں تراشیدہ اس

ہیرے نے ان کے بعد اپنی چمک دمک سے اپنی قدر و قیمت لوگوں سے منوائی اور گراں قدر خدمات کے تسلسل سے کامیابی کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھا۔ جناب مولانا محمد یوسف اوّل اپنے چہرے مہرے، اپنی وضع قطع، اپنی چال ڈھال اور اپنے اندازِ گفتگو سے اپنے عظیم والد کا پرتو تھے۔ ان میں وہی وقار تھا اور وہی تمکنت بھی۔ وہ چلتے پھرتے یا اٹھتے بیٹھتے تو یوں ہی لگتا جیسے وہ مفتی صاحبؒ کا عکس ہوں، ان کا سایہ ہوں۔ مختلف تقریبات میں وہ جس سنجیدگی اور متانت سے فروکش ہوتے تھے، اس سے ان کے والد گرامی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ محترم مولانا یوسف اوّل سے ملاقاتیں کم کم ہی رہیں۔ حضرت مفتی صاحب سے ملنے کے لئے جب بھی ان کے ہاں حاضری کا موقعہ ملتا تو ان سے بھی گاہے بگاہے ملاقات ہو جاتی۔ ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی تھی اور وہ خندہ پیشانی سے ملتے، ان کے لہجے کی مٹھاس سماعتوں میں رس انڈیلتی اور روح تک کو سرشار کر جاتی۔ مفتی صاحبؒ کی رحلت کے بعد انہوں نے دارالعلوم کا انتظام وانصرام بڑی قابلیت، اہلیت، جاں فشانی اور سعی پیہم کے ساتھ سنبھالا اور منتظم اعلیٰ کی ذمہ داریاں احسن انداز میں سرانجام دیں۔

جناب مولانا یوسف اوّلؒ اپنی حیاتِ مستعار میں مختلف عوارض کا شکار رہے۔ انہوں نے ہر تکلیف بڑے حوصلے اور ہمت سے برداشت کی، وہ صبر و استقلال کا پیکر بنے رہے۔ چند برس قبل بھی وہ شدید بیمار ہوئے۔ ان کے لئے چلنا پھرنا بھی دشوار ہو چکا تھا۔ میں اور برادرم حکیم منصور العزیز ان کی عیادت کے لئے ان کے ہاں حاضر ہوئے۔ تب وہ شدید نقاہت کے باوجود بڑے حوصلے میں تھے۔ ان کے آخری ایام پھر شدید بیماری میں گزرے اور بالآخر وہ اس دیس جا بسے جہاں ان کے جلیل القدر والدِ گرامی حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ، ان کی والدہ مرحومہ اور ان کے بہنوئی مفتی محمد ضیاء الحقؒ پہلے سے ان کے لئے چشم براہ ہیں۔ رحمهم الله جميعاً!

مفتی زین العابدینؒ کے چاروں بیٹوں میں سے محترم جناب محمد یوسف رابع سے تعلق باقی تینوں برادرانِ گرامی کی نسبت زیادہ مستحکم اور پائیدار رہا۔ ان سے ملاقاتیں تسلسل کے ساتھ رہیں اور فون پر رابطہ بھی۔ وہ وقتاً فوقتاً اشرف لیبارٹریز میں تشریف لے آتے، کبھی معالجانہ مشورے کے لئے تو کبھی خیرسگالی دورے پر۔ ایک دو بار برادر اکبر جناب مولانا محمد یوسف ثالث کے ہمراہ کھانے کی دعوت پر بھی آئے اور ہم نے بہت سا وقت اکٹھے گزارا۔ گاہے ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے عروہ یوسف بھی ہوتے تھے۔ ہر سال کے آغاز پر اشرف لیبارٹریز کے کیلنڈر شائع ہوتے تو وہ ان کی وصولی کے لئے بھی آنے کی زحمت کرتے۔

جناب محمد یوسف رابع کے تین بچے عروہ یوسف، عکرمہ یوسف اور بیٹی عروبہ پیپلز کالونی نمبرا میں واقع ہمارے سکول اسوہ پبلک ہائی سکول میں زیر تعلیم رہے۔ وہ ایک روز اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ سکول دیکھنے

کے لئے آئے۔ انہیں سکول اور اس کا نظام تعلیم وتربیت پسند آیا۔ بعد میں مجھ سے کہنے لگے کہ میں بچوں کو یہاں داخل کروانا چاہتا ہوں لیکن مجھے ایک خصوصی سہولت چاہیے۔ میں نے دیگر کئی سکول کا بھی وزٹ کیا، لیکن مجھے وہاں یہ سہولت دستیاب نہ ہوسکی۔ میں نے کہا: ارشاد فرمائیے۔ کہنے لگے کہ میرے بیٹوں کو سکول یونیفارم سے استثنیٰ دے دیا جائے۔ میں نے پرنسپل کے مشورے سے ان کی حسبِ خواہش انہیں یہ استثناء دے دیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد ان کے بچے پانچ چھ سال تک اسوہ پبلک ہائی سکول میں زیر تعلیم رہے۔ ان کے بچے مزید بھی وہیں پڑھتے لیکن وہ اپنے بیٹوں کو قرآن مجید حفظ کروانے اور دینی تعلیم دلوانے کا عزم لئے ہوئے تھے، اس لئے پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد وہ باہمی مشاورت سے ہمارے ہاں سے رخصت ہوگئے۔

اس عرصے میں جناب محمد یوسف رابع سے بارہا ملاقاتیں ہوئیں، سکول میں ان کی آمد پر بھی اور اس کی مختلف تقریبات کے مواقع پر بھی۔ وہ ان میں شرکت کرتے، بچوں کی پرفارمنس سے متاثر ہوتے اور انہیں سراہتے۔ وہ اور ان کی اہلیہ محترمہ اپنے بچوں کے تعلیمی احوال پر بات چیت کرتے اور اپنی تجاویز پیش کرتے۔ وہ مجموعی طور پر اطمینان کا اظہار کرتے۔ پانچ چھ سال کا عرصہ باہمی محبت واحترام میں بہت شاندار طریقے سے گزرا۔ جناب محمد یوسف رابع ہر ایک کے ساتھ بڑے احترام سے پیش آتے، ہر کسی کو تکریم سے نوازتے۔ بڑی اپنائیت کا اظہار کرتے، ان کی گفتگو میں ٹھہراؤ تھا اور وقار بھی۔ ان کا دھیما پن ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنالیتا تھا۔ میں نے انہیں کبھی بھی اونچی آواز میں بات کرتے نہیں سنا اور نہ ہی کبھی اس میں تیزی یا حدت وشدت کے آثار ہویدا ہوئے۔ یوں لگتا تھا کہ ندی کا سا بہاؤ اور روانی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ جناب رابعؒ علاج معالجے کی غرض سے بارہا اشرف لیبارٹریز تشریف لائے۔ محترم جناب حکیم منصور العزیز ان کے خاندانی معالج رہے۔ وہ ان سے ہی مشاورت کرتے، کبھی لیبارٹریز میں تو کبھی ان کے مطب پر یا پھر فون کے ذریعے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ ان کے معالج اپنی مصروفیات کے باعث ان کی فون کال سن نہ پاتے تو جناب یوسف رابعؒ کا شکوہ بھرا فون مجھے آجاتا۔ وہ کہتے کہ مسلسل کئی روز سے حکیم صاحب سے رابطے کی کوشش میں ہوں لیکن ان سے بات نہیں ہو پارہی۔ برادرم منصور صاحب میرے پاس تشریف فرما ہوتے تو میں ان کی بات کروادیتا، یا فون پر ان سے تذکرہ کردیتا۔ دونوں کا آپس میں رابطہ ہو پاتا تو وہ میرے لئے سراپا سپاس گزار بن جاتے۔

جناب محمد یوسف رابعؒ اپنے سسر کا عقیدت کی حد تک احترام کرتے تھے۔ انہیں ابا جان کہہ کر پکارتے اور وہ بھی کچھ اتنے پیار سے جیسے کوئی انتہائی فرماں بردار بیٹا اپنے بڑے ہی مشفق باپ کو پکارتا ہے، انہیں یاد کرتا ہے۔ ان کے سسر پروفیسر محمد احمد خاں تھے۔ وہ شعبہ تعلیم سے وابستہ ایک علمی شخصیت تھے۔ کئی ایک تعلیمی اداروں

سے وابستہ رہے اور علم کی روشنی بکھیرتے رہے۔ سماجی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ وہ حلال آگہی اور تحقیقاتی کونسل کے صدر بھی تھے۔ وہ ایک سے زائد مرتبہ جناب محمد یوسف رابع کے ہمراہ اشرف لیبارٹریز میں تشریف لائے۔ انہیں اس کی ادویات پر اعتماد بھی تھا اور ان کی افادیت کے قائل بھی تھے۔

جناب مولانا محمد یوسف اوّلؒ کا جب انتقال ہوا تو جناب محمد یوسف رابع اپنے سسرال کے ہاں کراچی میں تھے۔ وہ گردوں کے عارضے میں مبتلا تھے اور اسی وجہ سے سفر نہ کر سکنے کے باعث اپنے سب سے بڑے بھائی کے جنازے میں شرکت سے محروم رہ گئے۔ اس محرومی کا ازالہ کچھ یوں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جلد ہی ان کے بڑے بھائی سے ملا دیا۔ وہ کراچی سے واپس آئے تو انہیں مزید عوارضات نے گھیر لیا۔ ان کے پھیپھڑے شدید متاثر ہوئے۔ سانس لینے میں بھی بہت زیادہ دقت ہونے لگی۔ آکسیجن کی سطح گھٹتی چلی گئی۔ انہیں وینٹی لیٹر پر ڈال دیا گیا، لیکن بہتری کی بجائے ان کی حالت بگڑتی چلی گئی۔ اس دوران ان کے بیٹوں عروہ اور عکرمہ سے فون پر رابطہ رہا۔ فیس بک کے ذریعے صورت حال کے گھمبیر تر ہونے کا علم ہوتا رہا۔ اور بالآخر وہ اندوہ ناک لمحہ آ گیا جب یہ خوب صورت جوانِ رعنا اپنے اعزاء واقارب، اپنے لخت جگر اور اپنے ہزاروں چاہنے والوں کو سوگوار کر کے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور اپنے بڑے بھائی سے جاملا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں بھائیوں اور سبھی مرحومین کی قبروں کو اپنی مغفرت سے ڈھانپ لیں اور انہیں جنت الفردوس کے بلند تر مقامات کا مکین بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں اور ان کی نگہبانی ونگہداشت فرمائیں۔ آمین!

مولانا رفیع الدین لکی مروت کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے ضلعی ناظم اعلیٰ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم کے چھوٹے بھائی مولانا رفیع الدین ۱۶ رمضان المبارک مطابق ۱۸/اپریل ۲۰۲۲ء طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جاملے۔ مولانا رفیع الدین جید عالم دین تھے۔ دورہ حدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے کیا۔ انتہائی شریف ملنسار اور ہنس مکھ وباخلاق صفات کے مالک تھے ہر کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ مولانا رفیع الدین کے جنازے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت ضلع بنوں کے ذمہ دار ساتھیوں سمیت کثیر تعداد میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نائب امیر مرکزیہ مولانا خواجہ عزیز احمد، قائد جمعیت کے فرزند ارجمند مولانا اسجد محمود، صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال ودیگر کارکنان جمعیت اور عاشقانان ختم نبوت نے نورنگ آکر مولانا عبدالرحیم اوران کے بھائیوں سے تعزیت کی۔

عمران احمد خان قادیانی کے کرتوت

(قادیانیت کی مزید ذلت ورسوائی)

حسن رانا: لاہور

قادیانی جماعت اس وقت معاشی اور جنسی جرائم کا مرکز بن چکی ہے۔ روز ایک بڑھتا دن قادیانی جماعت اور اس کی قیادت کے لئے ذلت ورسوائی کا سبب بنتا چلا جارہا ہے۔

پوری دنیا میں قادیانی جماعت کی رائل فیملی سمیت اہم عہدہ داروں کے پے در پے جنسی سکینڈلز پر مبنی آڈیوز، ویڈیوز اور خبریں مین سٹریم میڈیا سے لے کر سوشل میڈیا کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

انہیں میں سے ایک نہایت اہم خبر قادیانی جماعت لندن کے اہم رہنما اور ممبر برطانوی پارلیمنٹ عمران احمد خان قادیانی سے متعلق ہے۔ جس پر برطانوی عدالت نے پندرہ سالہ لڑکے سے جنسی زیادتی کا الزام ثابت ہونے پر ۱۱/اپریل ۲۰۲۲ء کو فرد جرم عائد کردی ہے۔ عمران احمد خان قادیانی ناصرف قادیانی جماعت لندن کا اہم رہنما ہے بلکہ اس شخص کے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور اور اس کے خاندان کے ساتھ قریبی مراسم بھی ہیں۔ اس شخص کے مرزا قادیانی کے خاندان سے قریبی تعلقات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس شخص کے بڑے بھائی کریم خان کی شادی قادیانی جماعت کے تیسرے سربراہ مرزا طاہر کی بیٹی یاسمین سے ہوئی تھی۔ اس شخص کا تعلق پاکستان کے خلاف جاری اس عالمی سازشی نیٹ ورک سے بھی ہے جس کی سربراہی مرزا مسرور کررہا ہے۔

قادیانی جماعت کی جانب سے ۲۰۱۹ء میں اس شخص کو ایک خاص ایجنڈے اور سکیم کے تحت برطانوی پارلیمنٹ کا حصہ بنوایا گیا تاکہ قادیانی جماعت اپنی عالمی سطح پر جاری پاکستان مخالف سرگرمیوں میں نہ صرف تیزی لاسکے بلکہ برطانوی پارلیمنٹ میں پہنچ کر یہ شخص پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دئے جانے والے آرٹیکل سمیت دیگر، مذہبی قوانین اور خاص طور پر قانون ناموس رسالت کو اپنے اثر ورسوخ اور مغربی ممالک کے دباؤ کے ذریعے ختم کرواسکے۔ آئے روز برطانوی پارلیمنٹ میں پاکستان مخالف تقریریں کرنے اور پاکستان مخالف قراردادیں پیش کرنے کے علاوہ اس شخص کا تعلق بدنام زمانہ پاکستان مخالف رپورٹ سفوکیشن آف دی فیتھ فل کے کلیدی کرداروں میں سے بھی ہے۔

عمران خان قادیانی سے متعلق عالمی میڈیا کی زینت اور قادیانی جماعت کی ذلت بننے والی اس خبر کی تفصیل کے مطابق ۲۰۰۸ء میں برطانیہ کے علاقے سٹیفورڈ شائر میں ایک نجی پارٹی کے دوران عمران خان

قادیانی نے پندرہ سالہ لڑکے کو زبردستی جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا۔ جون ۲۰۲۱ء میں اس کیس کو رپورٹ کیا گیا جس کے بعد ۱۱/اپریل ۲۰۲۲ء کو گواہوں کی موجودگی میں جرم ثابت ہونے پر عمران خان قادیانی پر فرد جرم عائد کر دیا گیا۔ سماعت کے دوران ایک گواہ نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ۲۰۱۰ء میں عمران خان قادیانی نے اس کی موجودگی میں پاکستان میں بھی ایک لڑکے کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ اس کیس کی سماعت کے دوران عمران خان قادیانی نے عدالت کو یہ درخواست کی تھی کہ عدالت کیس کے دوران اس کی شناخت بطور برطانوی پارلیمنٹیرین اور بطور قادیانی ظاہر نہ کرے، جس کو عدالت نے مسترد کر دیا تھا۔ فرد جرم عائد ہونے پر عمران خان قادیانی نے اپنے عہدہ بطور برطانوی پارلیمنٹیرین سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس کیس کے شروع ہونے کے ساتھ ہی کنزرویٹیو پارٹی نے عمران خان قادیانی کی پارٹی رکنیت معطل کر دی تھی اور فرد جرم عائد ہونے کے بعد کنزرویٹیو پارٹی نے بھی عمران خان قادیانی کی پارٹی رکنیت کو مکمل ختم کر دیا ہے۔

۱۱/اپریل ۲۰۲۲ء کو اس کیس کا فیصلہ آنے کے بعد برطانوی اخبار کا ایک اور انکشاف بھی سامنے آیا ہے جس کے مطابق عمران خان قادیانی نے ۲۰۱۵ء میں بھی برطانیہ کے علاقے سوفولک میں ایک نجی پارٹی کے دوران ۱۵ سالہ بچے کو زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔

۲۰۱۹ء میں عمران خان قادیانی کے رکن پارلیمنٹ منتخب ہونے پر قادیانی میڈیا اور قادیانی جماعت برطانیہ نے اس شخص کو انتہائی مبارک بادی سے نوازا اور قادیانیوں کی طرف سے اس شخص کی فتح کو قادیانیت کی فتح سے بھی تعبیر کیا گیا تھا۔ لیکن اب ۱۱/اپریل ۲۰۲۲ء کو فرد جرم عائد ہونے اور اس شخص کے خلاف فیصلہ آنے پر قادیانی جماعت نے مبارک باد پر مشتمل تمام پیغامات کو اپنی ویب سائٹس پر سے ڈیلیٹ کر دیا ہے۔

ہم یہاں پر قادیانی جماعت سے یہ سوال کرنا چاہیں گے کہ کیا مبارک باد پر مشتمل مواد ڈیلیٹ کرنے سے قادیانی جماعت کی ذلت و رسوائی میں کمی واقع ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں یہ ذلت و رسوائی قادیانی جماعت کے سربراہ سے لے کر ہر قادیانی پر مسلسل مسلط رہے گی، جب تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور مرزا قادیانی کو کذاب نہیں مان لیتے۔ ہر اس شخص کے لئے ذلت مقدر ہے جس نے اسلام کے خلاف سازشیں کیں، جس نے پاکستان کے خلاف سازشیں کیں، ہم اندھی عقیدت میں ڈوبے عام قادیانیوں کو یہ کہنا چاہیں گے کہ ہزاروں کی تعداد میں پوری دنیا سے لوگ قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کر رہے ہیں۔ خدارا آپ بھی اندھی عقیدت کی پٹی آنکھوں سے ہٹا کر سوچیے، غور کیجیے، تحقیق کیجیے اور اپنے سربراہ مرزا مسرور سے ان جنسی، معاشی اور انسانی استحصال پر مبنی واقعات سے متعلق سوال کیجئے، پوچھئے، یہ آپ کا حق ہے اور اگر آپ کو سوال کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے تو خود سوچیے کہ جن شخصیات کو آپ اپنا رہبر سمجھ رہے ہیں وہ رہبر نہیں راہزن ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو تمام قادیانی سازشوں سے محفوظ فرمائیں۔ آمین!

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قسط نمبر: 1　مولانا مقبول احمد سیوہاروی

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ جن کے ماننے والوں کو عیسائی کہتے ہیں۔ عیسائی تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی حکومتوں کی طاقت اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ جو بھی نئی حکومتیں دنیا میں بنتی ہیں۔ ان ہی کے اشاروں پر چلتی ہیں۔ جس میں چاہیں میل ملاپ کرادیں۔ اور جس سے چاہیں لڑائی جھگڑا کرادیں۔ یہ سب عیسائی حکومتوں کے ہاتھ میں ہے۔

صاحب کتاب پیغمبر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب پیغمبروں میں سے ہیں۔ تم نے پڑھا ہوگا یا سنا ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے ہر ملک میں ہر شہر اور چھوٹی سے چھوٹی آبادی میں ہدایت کرنے والے بھیجے تھے۔ تاکہ لوگوں کو اچھی اچھی باتیں اور سکھ چین سے رہنے کے ڈھنگ بتائیں۔ جب تک یہ لوگ زندہ رہے دنیا کے بسنے والوں کو یہ باتیں بتاتے رہے۔ مگر ان کے بعد کوئی ہدایت نامہ ان کا نہ رہا۔ اور کچھ ایسے تھے جن کو خدا نے اپنا علم بخشا۔ اور چھوٹی سے چھوٹی بات بتادی۔ اور خدا کے علم کی کتاب ان کے ماننے والوں کے پاس رہ گئی۔

ان میں چار ایسے رسول اور ہدایت کرنے والے تھے جن کی کتابیں دنیا میں موجود ہیں۔ خدا کے یہ نبی اور رسول جنہیں خدا کے علم کی کتابیں حاصل ہوئیں چار بڑے نامور گزرے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ۔ جن پر ہم سلام بھیجتے ہیں اور درود۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا قرآن ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ماننے والوں نے جب ان کے بعد ان کی کتابوں میں گھٹا اور بڑھا دیا۔ حضرت عیسیٰ کی انجیل میں گھٹایا اور بڑھایا۔ حضرت موسیٰ کی توریت میں گھٹایا اور بڑھایا۔ حضرت داؤد کی زبور میں گھٹایا اور بڑھایا۔ اور جو چلن ان پیغمبروں نے چلائے تھے وہ چھوڑ دیئے تو خدا نے عرب کی سرزمین شہر مکہ سے ایک برگزیدہ پیغمبر اور رسول کو پیدا کیا۔ اور انہیں اپنا علم قرآن کے ذریعہ بخشا۔ اور بتادیا کہ اب قیامت تک کے لئے یہی چلن اور یہی دین رہے گا۔ چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ محمد رسول اللہ کے ماننے والوں نے قرآن کے لفظوں کی، حرفوں کی، زیر زبر کی ایسی حفاظت کی کہ آج تک اس میں ذرہ برابر ادل بدل نہیں ہوئی اور لاکھوں آدمی ایسے خدا نے پیدا کردیئے

جنہیں قرآن کا ایک ایک حرف، زیرزبر یاد ہے اور یہ سلسلہ رہتی دنیا تک یوں ہی چلتا رہے گا۔ قرآن پڑھنے میں جو لذت آتی ہے اور اس کے سننے سے روح کو جیسی تسکین ہوتی ہے۔ وہ کسی دوسری کتاب انجیل زبور توریت سے اس لئے حاصل نہیں ہوتی کہ ان میں ادل بدل ہوگئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی خدا نے اپنے علم کا کچھ حصہ دیا تھا۔ اور انجیل نام کی کتاب دی تھی۔ اسی لئے انہیں صاحب کتاب پیغمبر کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں یہ بتایا تھا کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال سامنے کر دو تا کہ وہ تمہارے دوسرے گال پر بھی طمانچہ مار کر اپنا جی ٹھنڈا کر لے۔ اس سے دو فائدے ہوں گے ایک یہ کہ انسان کی اکڑ تکڑ اور غرور کم ہو جائے گا۔ دوسرے دشمن کو شرم آ جائے گی کہ جب مار کھا کر دوسرا گال بھی مقابل نے سامنے کر دیا ہے۔ تو اس سے لڑنا بڑے شرم کی بات ہے۔ شیطان جس نے لڑائی دنگے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ جب اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تعلیم دیکھی ہوگی۔ تو جل بھن کر پہاڑ کی ایک اندھیری کھوہ میں جا پڑا ہوگا اور اپنے شاگردوں اور چھوٹے شیطانوں سے کہہ دیا ہوگا کہ اس ترکیب کا توڑ ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اور اب ہمارا کوئی داؤ انسان پر نہیں چل سکے گا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے ماننے والوں نے جھگڑے اور فساد پھیلا دیئے تو شیطان پھر سرگرم عمل ہو گیا ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لو کہ آج کل کے عیسائی اور عیسائی حکومتیں فساد اور لڑائی کی ٹھیکہ دار بن گئی ہیں۔ یہ حکومتیں کہنے کو تو یہ کہتی ہیں کہ دنیا میں امن اور شانتی ہونا چاہئے مگر ایک سے بڑھ کر ایک ہتھیار بنا کر ذخیرے بناتی ہیں اور دوسری حکومتوں کو بھی ہتھیار دے کر لڑائی کا شوق بڑھاتی ہیں۔

ایک بڑا جھگڑا

مسلمانوں اور عیسائیوں میں ایک بڑا جھگڑا یہ ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر اور رسول مانتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ خدا نے اپنی قدرت سے انہیں بغیر باپ کے پیدا کیا تھا۔ جس کا حال تم اس کتاب میں پڑھو گے۔ یہ بات خدا نے قرآن میں مسلمانوں کو بتائی ہے۔ اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کو بیٹا کہتے ہیں۔ یہ عقیدہ کہ خدا نے اپنی قدرت سے انہیں بغیر باپ کے پیدا کیا۔ ہر ایک مسلمان کا ہے۔ اب یہ کہ ان کی ماں کس کی بیٹی تھیں اور ان کے باپ کون تھے۔ یہ سب باتیں تمہیں اس کتاب سے معلوم ہوں گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کون تھے؟ کہاں تھے؟ کب پیدا ہوئے؟ کیسے پیدا ہوئے؟ دنیا میں انہوں نے کیا کیا؟ ہم چاہتے ہیں کہ یہ سب باتیں تمہیں معلوم ہو جائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاندان

خدا کے پیغمبروں میں سلیمان علیہ السلام بڑے پیغمبر تھے۔ خدا نے ہوا کو، جانوروں کو، بڑے بڑے

پہلوانوں کو، حضرت سلیمان علیہ السلام کا تابعدار کر دیا تھا۔ ہوا پر اڑنے والے پرند، دوڑنے والے گھوڑے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اشارہ پر کام کرتے تھے۔آگے چل کر ان کے خاندان میں ایک بڑے نیک اور دین دار آدمی پیدا ہوئے۔عمران ان کا نام تھا۔ان کی بیوی کا نام حنّہ تھا۔ یہ دونوں میاں بیوں بڑے آرام سے رہتے تھے۔مگر ان کے اولاد ایک بھی نہ تھی اور دونوں میاں بیوی اولاد کے لئے ترستے تھے۔

ایک دن کا ذکر ہے۔ حنّہ گھر کے آنگن میں پھر رہی تھیں۔ایک پرندہ آیا اور بچے کی چونچ میں چونچ ڈال کر چگاّ دینے لگا۔ پرندے کی مامتا دیکھ کر حنّہ کے جی میں بچے کی مامتا تڑپ اٹھی اور رو رو کر خدا سے دعا مانگنے لگیں۔اے جگ کے داتا، اے پروردگار تو سب کو پالتا ہے سب پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ تیرے نزدیک کیا مشکل ہے کہ ہمیں بھی اولاد کی نعمت بخش دے۔ایسی اولاد جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور جی کا چین ہو۔حنّہ نے تڑپ کر دعا مانگی تو اللہ میاں نے ان کی دعا قبول کر لی اور کچھ ہی دن بعد ایسا معلوم ہوا کہ ان کے اولاد ہو جائے گی۔حنّہ خوشی سے پھولی نہ سمائیں اور سر جھکا کر بولیں۔

اے خدا اگر میرے بچہ ہوگا تو میں اپنے بچہ کو تیرے نام پر چھوڑ دوں گی۔اور میرا بچہ تیرے گھر کی دیکھ بھال اور خدمت کرے گا۔حنّہ کے خاندان میں رواج تھا کہ منّت اور نذر مانتے تھے اور جب بچہ پیدا ہوتا تو بچہ کو عبادت خانہ کی دیکھ بھال اور خدمت کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔عبادت خانہ میں ایک کوٹھڑی مل جاتی تھی اور وہ کوٹھڑی میں رہنے لگتا تھا۔اور جب اس کی باری آتی تو عبادت خانہ کو جھاڑتا پونچھتا اور صفائی کرتا اور جو کوئی عبادت خانہ میں آتا اسے بتاتا کہ عبادت کیسے کی جاتی ہے۔ یہ عبادت خانہ بیت المقدس شہر میں تھا۔ جسے عمران کے سب سے بڑے دادا حضرت داؤد نے بنایا تھا۔عبادت خانہ کی عمارت اتنی بڑی تھی کہ تیرہ برس تک روزانہ تیس ہزار آدمی اسے بناتے رہے تھے تب یہ عمارت تیار ہوئی تھی۔اس میں بڑے بڑے عبادت گزار رہتے تھے۔جنہیں کاہن کہتے تھے۔ یہ کاہن باری باری عبادت خانہ میں روشنی کرتے تھے خوشبو جلاتے تھے اور نذر نیاز لیتے تھے۔ان سب کی الگ الگ کوٹھڑیاں تھیں۔ یہی عبادت خانہ ہے جسے مسلمان مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔آج تک یہاں عبادت کی جاتی ہے۔مگر اب وہ ڈھنگ عبادت کا نہیں ہے جو حضرت عمران کے زمانہ میں تھا۔

ہاں! تو حنّہ نے منت مان لی کہ وہ اپنی اولاد چڑھاوے کے طور پر عبادت خانہ میں خدمت کے لئے چھوڑ دے گی۔ خدا کا کرنا کہ بچہ پیدا ہوا تو لڑکا نہ تھا لڑکی تھی، حنّہ نے لڑکی کو دیکھا تو باغ باغ ہوگئیں۔مگر سوچنے لگیں کہ میری منت کیسے پوری ہوگی۔عبادت خانہ کی نذر اور خدمت کے لئے تو لڑکا ہونا چاہئے۔ یہ واقعہ قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

’’عمران کی بیوی نے دعا مانگی اے اللہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے میں اسے دنیا کے کام دھندوں اور ماں باپ کی خدمت سے آزاد کر کے تیرے پاک گھر کے لئے نذر مانتی ہوں۔ میری طرف سے یہ نذر قبول کر لے۔ اے میرے اللہ بلا شبہ تو دعائیں سننے والا اور دلوں کا حال جاننے والا ہے۔ پھر جب ایسا ہوا کہ لڑکے کی جگہ لڑکی ہوئی تو حنّہ بولیں خدایا اب میں کیا کروں۔ میرے تو لڑکی ہوئی ہے۔ خیر جو کچھ بھی ہو میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔ اور میں اسے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پھر ایسا ہوا کہ اللہ نے مریم کو قبول کر لیا اور زکریا علیہ السلام کو جو عبادت خانہ میں رہتے تھے مریم کی دیکھ بھال کے لئے مقرر کر دیا۔‘‘ حضرت مریم علیہا السلام جب ذرا سمجھ دار ہو گئیں تو حنّہ نے انہیں عبادت خانہ میں بھیج دینا چاہا۔ عبادت خانے میں یوں تو بڑے بڑے عبادت گزار اور مجاور تھے۔ جنہیں کاہن کہتے تھے۔ مگر ان سب میں حضرت زکریا علیہ السلام بڑے نیک اور دین دار تھے۔ یہ بوڑھے آدمی تھے۔ خدا کے نبی تھے اور حضرت مریم علیہا السلام کے خالو تھے دوسرے کاہنوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ مریم علیہا السلام کی نگرانی حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد کی گئی ہے تو بولے ہم کیوں نگران نہ بنیں۔ زکریا علیہ السلام بھی ایسے ہی ہیں جیسے دوسرے کاہن ہیں۔ ہم میں ان میں فرق کیا ہے۔ اس پر قرعہ ڈالا گیا۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کا نام نکلا۔ تین دفعہ قرعہ ڈالا اور ہر دفعہ حضرت زکریا علیہ السلام کا نام آیا اور حضرت مریم علیہا السلام زکریا علیہ السلام کے سپرد کر دی گئیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے عبادت خانہ کی کوٹھڑیوں میں سے ایک کوٹھڑی حضرت مریم علیہا السلام کو دیدی۔ حضرت مریم علیہا السلام دن بھر کوٹھڑی میں خدا کی عبادت کرتیں اور رات کو اپنی خالہ کے پاس جا کر سو جاتیں۔ ان کی عبادت نیکی اور پاک دامنی کی بستی بھر میں شہرت ہوگئی اور ہر ایک ان کی عزت کرنے لگا۔ گھروں میں ان کی نیکی کا اتنا چرچا ہوا کہ لوگ مثالیں دینے لگے: ’’مریم جیسی نیک‘‘

حضرت زکریا علیہ السلام جب کبھی کوٹھڑی میں جاتے انہیں عبادت کرتے دیکھتے۔ ایک دفعہ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس رنگ رنگ کے پھلوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے یہ بے موسم کے پھل تھے۔ اور بستی میں کسی دکان دار کے پاس نہ تھے نہ آس پاس کے شہروں میں کہیں یہ پھل ملتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام ان پھلوں کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے مگر کچھ بولے نہیں۔ ایک دو دفعہ تو چپ رہے۔ مگر پھر پوچھ ہی بیٹھے۔ مریم یہ بے موسم کے پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ حضرت مریم علیہا السلام نے مسکرا کر کہا۔ حیرت کی کیا بات ہے۔ خدا میں سب قدرت ہے یہ تو خدا کا فضل ہے۔ وہ جب چاہتا ہے بے شان وگمان کھانے پینے کی جو چیز چاہے ہر وقت بھیج سکتا ہے۔ خدا کے نزدیک کیا مشکل ہے کہ جو پھل کہیں نہ ملتے ہوں وہ اپنے بندوں کو بھیج دے۔ گرمیوں کے پھل جاڑوں میں اور جاڑوں کے پھل گرمیوں میں۔ جاری ہے!!!!

مولانا ظفر علی خان اور فتنۂ قادیانیت

قسط نمبر: 8 حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی

طلباء کے علاوہ شہر کے سیاسی کارکن اور معززین بھی جو پلیٹ فارم تک رسائی کے لئے زور بازو سے کام لے سکے، خاصی تعداد میں موجود تھے۔ استقبال کرنے والے اساتذہ اور طلبا میں خواجہ غلام السیدین (المعروف کے.جی سیدین) پرنسپل ٹریننگ کالج، حکیم عبداللہ خان نصر، حکیم عبداللطیف فلسفی، یونیورسٹی یونین کے نائب صدر جناب عثمان احمد انصاری، یونین کے سیکرٹری جناب عمران حسین، محمد شریف چشتی، قاری محمد انوار صمدانی، مولانا عبدالقادر، حافظ محمد فضل الرحمٰن انصاری، حافظ صدیق احمد صدیقی، فرخت اللہ، منظور احمد، سمیع اللہ خان، شفیع اللہ خان، مسٹر ایم.این.ایم بدیع الزمان ایڈیٹر ''علی گڑھ میگزین'' (انگریزی سیکشن) محمد امین کھوسو، ضیاء الدین ابرو، غلام نبی، عبدالعزیز فردوسی، شیخ نثار احمد، شیخ نذیر احمد، طبیہ کالج کے تقریباً تمام طلبا (چند قادیانیوں کو چھوڑ کر) مثلاً خاکسار مؤلف کتاب، عطاء اللہ حبیب، خالد سوہدروی، مہر محمد یعقوب وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اکابرین شہر سے حافظ محمد عثمان، مولانا ابویحیٰی امام خان نوشہروی اور دیگر چیدہ چیدہ سیاسی کارکن شہر سے استقبال کے لئے آنے والوں کے جم غفیر کے ساتھ موجود تھے۔ جو لوگ ریلوے پلیٹ فارم تک رسائی نہ حاصل کر سکے۔ وہ اسٹیشن کی ڈیوڑھی کے باہر انبوہ در انبوہ معزز مہمان کے باہر برآمد ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

جونہی گاڑی پلیٹ فارم پر رکی فضا نعرۂ تکبیر اور ظفر علی خان زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ ہر فرد کی تمنا اور کوشش تھی کہ اس کا لایا ہوا ہار کسی نہ کسی طرح مولانا کے زیب گلو ہو کر رہے۔ ہزاروں ہار بردار نوجوانوں کی دھکم پیل سے آخر نومبر کا قدرے خنک موسم جولائی اگست کا حبس پیدا کر رہا تھا۔ بہرحال سٹاف کے معزز ارکان، یونیورسٹی یونین کے نائب صدر اور سیکرٹری، کابینہ کے ارکان اور چیدہ چیدہ طالب علم جو استقبال کی تنظیم اور سلامت روی کے ذمہ دار تھے، پراکٹوریل عملے اور پولیس کی مدد سے مولانا کے کمپارٹمنٹ کے سامنے صف بستہ جمے ہوئے تھے۔ سٹاف اور یونین کے عہدیداروں نے رہنمائی کرتے ہوئے سب سے پہلے کمپارٹمنٹ کے اندر تشریف لے جا کر مولانا کو ہار پہنایا اور معانقہ ومصافحہ کے بعد مولانا کو کمپارٹمنٹ کے دروازے تک لے آئے۔ اس کے بعد پروفیسر کے جی سیدین نے ہار پہنایا۔ مصافحہ کیا اور یونین کے نائب صدر، سیکرٹری، ارکان کابینہ اور دیگر چیدہ چیدہ طلبا نے یکے بعد دیگرے تقلید کی۔ مولانا سے

ان حضرات کا تعارف کرایا گیا۔ ان میں سے اکثر سے معانقہ اور مصافحہ کے بعد مولانا کو پلیٹ فارم سے باہر لے جانے کی کوشش شروع ہوئی جو ایک معرکہ سے کم نہ تھی، گاڑی سے ڈیوڑھی تک کا چند گز کا فاصلہ کوئی آدھ گھنٹہ کی تھکا دینے والی جدوجہد کے بعد طے ہوا۔

ڈیوڑھی کے دروازے کے ساتھ مولانا کی سواری کے لئے انتہائی سلیقے سے سجی ہوئی کار موجود تھی کار کی چھت پر ایک کارڈ بورڈ پر خوش خط جلی حروف میں ''زمیندار'' کی پیشانی کی زینت بننے والا مولانا ہی کا مشہور شعر:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آویزاں تھا ''زمیندار'' اور مولانا گزشتہ ربع صدی سے استخلاص دین ووطن کی جدوجہد کے جرم میں پے در پے جن مصائب ومشکلات کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ ان کے پس منظر میں کار کی چھت پر آویزاں یہ شعر باطل کے مقابل میں حق کے ثبات کی خداء آواز معلوم ہو رہا تھا۔

کار کے انجن کے سامنے گتے کی ایک اور تختی پر:

ملت اسلام کے نور نظر بد دل نہ ہو آج سارا عالم اسلام تیرے ساتھ ہے

یہ روح پرور شعر، طلباء ایک مسحور کن آواز میں مل کر گا رہے تھے۔ اسٹیشن سے باہر تشریف لاکر مولانا اپنی کار کے پائیدان پر کھڑے ہوگئے۔ ایک مختصر سی تقریر فرمائی ''زمیندار'' کے نامہ نگار خصوصی متعینہ نے علی گڑھ کے قلم سے اس تقریر کا جو خلاصہ ۹ر دسمبر ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں چھپا بے حد ایمان افروز اور یقین پرور ہے:

''عزیزان محترم وبزرگان ملت! میں اسی مادر تعلیم کی آغوش میں پلا ہوں جس میں آپ تعلیم پا رہے ہیں۔ میری خاک کا ذرہ ذرہ خاک پاک علی گڑھ سے اسی طرح متعلق ہے جس طرح جسم روح سے یا روح جسم سے۔ میں اسی چشمۂ حیات کا ایک قطرہ ہوں جو سرسیدؒ کی کوششوں سے آج سے پچاس سال قبل علی گڑھ کی زمیں سے ابلا تھا۔ یہ سچ ہے کہ میں اپنی افتاد طبع کی وجہ سے نگہ عتاب فرنگ کا معتوب رہتا ہوں اور یہی سبب ہے کہ آئے دن کی مشکلات، صحافتی اور دیگر گراں بار مصروفیتوں نے علی گڑھ نہ آنے دیا۔ مگر اس کا آسمان اور زمین، اس کا چاند اور سورج، اس کی ہوا اور فضا، اس کے درخت اور سبزہ، غرضیکہ اس کی خاک کا ذرّہ ذرّہ ہمیشہ مجھے اپنی طرف کھینچتا رہا ہے۔ یہی وہ کشش ہے جو مجھے آج آپ تک لے آئی ہے۔''

''عزیزان محترم! آپ کے ولولہ اور جوش کو دیکھ کر جو جذبات میرے دل میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے اظہار سے میری زبان قاصر ہے۔ میں نے علی گڑھ سے متعلق بہت کچھ سنا تھا، موافق بھی اور مخالف بھی، لیکن اگر علی گڑھ یہی ہے جس کا ایک مظاہرہ آج میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علی

گڑھ سے عنقریب حیات نو کا چشمہ پھوٹے گا اور گلستان اسلام کو سیراب کر کے اسے نیا رنگ و آب بخشے گا۔‘‘

’’میرے عزیزو! اسلام اور ملت کی بہت سی امیدیں تم سے وابستہ ہیں، آئندہ قوم کی فلاح و بہبود اور اس کے احیاء و بقا کا بوجھ تمہارے کندھوں پر پڑنے والا، اسلام اور وطن کو تم سے یہ توقع ہے کہ جب موقع آئے تم لبیک کہنے کے لئے تیار رہو۔‘‘ مندرجہ بالا تقریر کے دوران فضا اللہ اکبر اور ظفر علی خان زندہ باد، زمیندار پائندہ باد کے نعروں سے مسلسل گونجتی رہی۔

تقریر کے بعد مولانا نے شہر سے آنے والی پبلک کا شکریہ ادا کیا اور طلباء کا جلوس کار کو دھکیلتا ہوا آہستہ آہستہ یونیورسٹی کی طرف، رینگنے لگا، ڈیڑھ میل کا راستہ ایمان افروز نعروں اور نغموں سے گونجتا رہا۔ اسٹیشن سے اولڈ بوائز لاج کے مہمان خانے تک پہنچتے پہنچتے تقریباً دو گھنٹے لگ گئے۔ جلوس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی مولانا کی قیام گاہ پر ممبران سٹاف کی ایک بہت بڑی تعداد اور طلبا کا ایک عظیم مجمع موجود تھا۔ یہاں بھی حاضرین کو معزز مہمان نے ایک مختصر سی انتہائی بلیغ تقریر سے نوازا۔ آپ نے انہیں وہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا جو آقائے عرب و عجم نے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر عالم انسانی کو دیا تھا۔ اساتذہ اور طلباء کو علی گڑھ کی دیرینہ روایات اور مسلمانوں کے فرائض یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ حق کی راہ میں جو اذیت پہنچے، برداشت کر کے ثابت قدم رہنے میں کامیابی ہے۔ مولانا کے خطاب کے بعد نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ بیشتر حضرات رخصت ہو گئے۔ مگر مغرب تک آنے جانے والے طلباء اور شہریوں کا تانتا بندھا رہا۔

یونیورسٹی یونین میں ۲۴ر نومبر (۱۹۳۴ء) کی تقریر

کم و بیش چالیس سال کی مدت کے بعد مولانا نے علی گڑھ کا یہ پہلا دورہ یونیورسٹی کی پراصرار دعوت پر کیا تھا۔ لہٰذا اس دورہ کا مرکزی اجتماع اور حاصل کوئی دو گھنٹہ کا وہ خطاب تھا جو ۲۴ر نومبر کی شام کے آٹھ بجے یونین ہال میں کیا تھا۔ تقریر کے آغاز سے کوئی گھنٹہ بھر پہلے ہی سارا ہال، گیلریاں اور برآمدے کھچا کھچ بھر چکے تھے۔ مولانا تقریر سے قبل ’’ممتاز ہاؤس‘‘ کی طرف سے کھانے پر مدعو تھے، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اپنے رفیق سفر مولانا عبدالحنان کے ساتھ یونین کے نائب صدر، سیکرٹری اور دیگر سرکردہ ارکان سٹاف وطلبہ کی معیت میں ٹھیک آٹھ بجے یونین ہال میں رونق افروز ہوئے۔ گرم جوش تالیوں اور نعروں سے ہال گونج اٹھا، یہ حرارت بخش سلسلہ ختم ہوا تو نائب صدر جناب عثمان انصاری نے کرسی صدارت کو زینت بخشی، پلول ضلع گوڑگاواں کے مولانا عبدالقادر (متعلم بی.ٹی) نے اپنے لحن داؤدی میں تلاوت کلام پاک فرما کر سحر آگیں کیفیت طاری کر دی۔ اس کے بعد ایسے مواقع پر اکثر کام آنے والے خوش گلو جناب عبدالرحیم نے برادر مکرم جناب محمد شریف چشتی کی لکھی ہوئی دلکش استقبالی نظم انتہائی پرسوز لہجے میں پڑھی۔ یہ

نظم جو کئی سو کی تعداد میں چھپوالی گئی تھی۔ جلسہ کے آغاز پر مجمع میں تقسیم ہوچکی تھی۔ نظم کی شان نزول، لکھنے والے کے خلوص، پڑھنے والے کے ترنم، سننے والوں کے ذوق اور موقع ومحل نے مل جل کر ایک سماں باندھ دیا تھا جو دیر تک لوگوں کو یاد رہا۔ نظم کی ایک مطبوعہ نقل سنہری فریم میں لگا کر ہدیہ عقیدت کے طور پر چشتی صاحب کی طرف سے مولانا کی خدمت میں پیش کی گئی جسے پرشور تالیوں کی گونج میں موصوف نے شرف قبول بخشا۔

اس کے بعد صدر جلسہ کی اجازت سے حکیم عبداللہ خان نصر صاحب نے ایک تعارفی تقریر میں مولانا کے زندگی بھر کے کارنامے اور قربانیاں گنانے میں ذرا طوالت اختیار کی تو مجمع بے تاب ہوگیا، شور مچ گیا، لوگ اپنے اور مولانا کے درمیان کسی اور کو دیر تک حائل دیکھنے کے موڈ میں نہیں تھے۔ سامعین کا یہ رنگ دیکھ کر مجبوراً حکیم صاحب بیٹھ گئے۔ حقیقتاً مولانا کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج بھی نہیں تھی، صاحب صدر نے موقع کی نزاکت بھانپ کر مولانا سے التجا کی کہ وہ خطاب فرمائیں۔

مولانا کی تقریر جو کوئی دو گھنٹے جاری رہی، جتنی پر جوش تھی اتنی ہی مدلل اور بصیرت افروز بھی تھی، کامل سکوت، گہری عقیدت اور انتہائی دلچسپی سے سنی گئی۔ شریف چشتی کی استقبالی نظم میں مولانا کو مخاطب کر کے کہا گیا تھا:

آ ہمیں دے جا رسول اللہ کا کوئی پیام　　ہم میں وقف جانکنی دے جا حیات نو کا جام

مولانا کی تقریر ''رسول اللہ ﷺ کا پیام'' بھی تھی اور ''حیات نو کا جام'' بھی۔ اس جامع ومانع تقریر میں اسلامیان ہند اور عالم اسلام کو درپیش اہم مسائل پر فکر انگیز روشنی ڈالی گئی تھی۔ امت مسلمہ کے ناگفتہ بہ حال کے خدوخال، روشن ماضی کے آئینہ میں دکھا کر صرف احساس زیاں ہی کو تیز تیز نہیں کیا گیا تھا بلکہ ایک انتہائی تابناک مستقبل کی بشارت بھی دی گئی تھی۔ مولانا نے دوران خطاب واضح کیا کہ قرن اوّل کے مسلمان اگر انتہائی بے سروسامنی کے باوجود تھوڑی سی مدت میں آباد دنیا کے بہترین اور بیشتر حصے پر چھا گئے تھے تو اس کا راز دامن اسلام سے کامل وابستگی اور رسول اللہ ﷺ سے عشق تھا، آج بھی اگر ہم دنیا میں سر بلند ہونا اور رہنا چاہتے ہیں تو اسی ایمان، اسی ولولے اور جذبے سے کام لینا پڑے گا۔ جو ہمارے اسلاف کرام کا طرّہ امتیاز تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس یونیورسٹی کے نوجوان کا فرض ہے کہ ان روایات کو زندہ رکھیں جن کی وجہ سے یونیورسٹی اور اس کے عظیم بانی کا نام آج تک روشن ہے۔

پھر مولانا نے ان خطرات کی طرف اشارہ فرمایا جو ملت اسلامیہ عموماً اور اس کے نوجوان طبقے کو خصوصاً درپیش ہیں۔ یہ خطرات گناتے ہوئے آپ نے سب سے پہلے انگریز پرستی اور انگریز کی ساختہ پرداختہ قادیانی نبوت اور قادیانی امت کا خصوصی ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قادیانی نبوت اسی دور کا سب

سے بڑا فتنہ ہے، انگریز نے یہ فتنہ اپنے اقتدار کو استحکام اور دوام بخشنے کے لئے برپا کیا ہے۔ اگر قادیانی اپنے بے بنیاد، لچر اور لاطائل دعاوی اور نظریات اپنے آپ تک ہی محدود رکھتے تو شاید ہم تعرض نہ کرتے۔ مگر انگریز کی مربیانہ سرپرستی میں ان لوگوں نے اب کھلم کھلا مسلمانوں کی متاع دین وایمان پر ڈاکہ ڈالنا شروع کردیا ہے۔ قادیانیوں کا ایمان ہے کہ انگریز کی اطاعت نہ کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (شیم شیم شیم کے آوازے) ان کے نبی کا کہنا ہے کہ ہر وہ شخص جو اس کی (جھوٹی اور خود ساختہ) نبوت پر ایمان نہیں لاتا، خواہ وہ قطب شمالی میں رہتا ہے یا قطب جنوبی میں مشرق میں جی رہا ہے یا مغرب میں، خواہ اس نے مرزا قادیانی کا نام سنا ہے یا نہیں سنا، حرام زادہ اور ''ذریۃ البغایا'' (بازاری عورتوں کی اولاد) ہے۔ (شیم شیم شیم) مولانا نے فرمایا کہ جب قادیانیوں کے عقائد اصولی طور پر مسلمانوں کے معتقدات سے یکسر مختلف ہیں تو انہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جیسی اسلامی درسگاہوں میں اسلام کا پرفریب لبادہ اوڑھ کر آئیں اور اپنے ملحدانہ نظریات کے جراثیم کھلم کھلا پھیلاتے پھریں؟ (قہر میں ڈوبی ہوئیں آوازیں ''کوئی حق نہیں''، ''ہم ہرگز یہ گوارہ نہیں کریں گے) مولانا نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے سرکاری حلقوں میں اعتماد حاصل کرتے ہیں اور اپنی انگریز پرستی اور رجعت پسندی کے صلے میں تمام اعلیٰ سرکاری مناسب اور آسامیوں پر ہاتھ صاف کر کے مسلمانوں کو ان جائز سے محروم کرتے ہیں۔

متنبّی قادیان کی تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ انگریز کو اپنے اقتدار کے استحکام کے لئے ضرورت تھی کہ مسلمان اپنے دل سے جہاد بالسیف کا عقیدہ نکال دیں۔ جب تک مسلمان کا قرآن پر ایمان اور اس کے دل میں قرآن لانے والے خدا کے آخری نبی کی محبت کا بے پناہ جذبہ موجود ہے، یہ کیوں ممکن ہے۔ انگریز نے ایک مغل زادے کی پیٹھ ٹھونک کر اس سے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ اس (جھوٹے) نبی نے اپنی (نام نہاد) نبوت کا مقصد جہاد کو منسوخ کرنا بتایا۔ نبوت کے اس مدعی کو اسمان برطانیہ سے یہ ''وحی'' نازل ہوئی ہے ''الیوم حرام علی المسلمین ان یحاربون'' اس تک بند ''نبی'' نے اس عربی وحی کا ترجمہ اپنے ایک اردو شعر میں خود یوں کیا کہ:

چھوڑ دو اب دوستوں جہاد کا خیال دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور جدال

مولانا جب اس انداز میں قادیانی عقائد وتعلیمات کے بخیئے ٹانکے ادھیڑتے جارہے تھے تو چند قادیانی طلباء نے جو یونین ہال کی پچھلی اور بغلی نشستوں پر دبکے بیٹھے تھے، اکّا دکّا کھسکنا شروع کردیا تو پہچانے گئے اور عام لعن طعن کے ریلے میں روپوش نہیں بلکہ فرار ہوگئے۔

غزوہ ہند کے علمی نقوش

مولانا محمد رضوان عزیز

مسند احمد بن حنبل میں امام مسلمؒ کی شرط پر صحیح حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

’’عن انس بن مالکؓ ان رسول اللہ ﷺ قال جاھدوا المشرکین بالسنتکم وانفسکم واموالکم ایدیکم‘‘ (مسند احمد رقم الحدیث ۱۲۵۵۵)

ان مشرکین سے جہاد کرو اپنی زبانوں کے ساتھ، اپنی جانوں کے ساتھ، اپنے مالوں اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ، یعنی کفر وشرک کی ہر راہ کو روکنے کے لئے حسب ضرورت اور حسب موقع جس طرز پر بھی جدوجہد ہو سکتی ہو، ضرور کرو!

ہر زمانے کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں۔ اسلام چونکہ اپنے سے پیش رو مذاہب یہودیت اور عیسائیت میں سے ایک علمی شان رکھنے والا مذہب ہے۔ جسے علمی کمالات ومعجزات سے نوازا گیا تھا اور اس کے برعکس یہودیت کی ملت تبدیلی کے نعروں اور تبدیلی کے نتائج بھگتنے میں ہمیشہ مصروف رہی۔ اللہ کے احکامات کو تبدیل کرنے سے لے کر بندروں اور سوروں کی شکل میں تبدیل ہو جانے تک ان کا سفر تبدیلی کی داستان عبرت ہے۔ عیسائیت علم طب کی معرکہ آرائیوں کی جلوہ گاہ رہی۔ سیدنا مسیح کے دامن اطاعت سے شفاء پانے والے نصرانیوں سے لے کر تعلیمات مسیح سے اعراض کے جرم میں ایڈز، کینسر اور دیگر مہلک طبی امراض کی آماجگاہ بننے تک عیسائیت کی صحت و بیماری کی داستان ہے۔

مسلم امت کو امم سابقہ سے علم ہی کی بدولت بلندی اور سرفرازی ملی۔ ختم نبوت کی بدولت اس بلندی وعظمت کو حیات جاوداں ملی مگر انسان کے شرف کی بقدر اور شرف کی مثل ہی آزمائش ہوتی ہے۔ لہٰذا اس امت کی آزمائش بھی علمی فتنوں کے ساتھ رکھی گئی، جنہوں نے باطل تحریفات اور جاہلوں کی تاویلات سے مذہب اسلام کے حسن کو بگاڑنا چاہا، مگر پیارے آقا ﷺ نے امت کو ہر دور پرفتن کے متعلق ایک حوصلہ افزاء خبر بھی دی تھی۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:’’یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الجاھلین وانتحال المبطلین وتاویل الغالین‘‘ (مسند احمد ۲۴۱ تاریخ دمشق ج۲ ص ۱۳۹ ابن حبان، ت ۳۵۴)

اس علم کو ایک کے بعد ایک عادل لوگ سنبھالتے رہیں گے جو جاہلوں کی تحریفات کو باطل لوگوں کی چیرہ دستیوں کو اور غالی قسم کے لوگوں کی تاویلات کو ختم کرتے رہیں گے۔

برصغیر پاک وہند کی سرزمین کو کرۂ ارض میں شرف حاصل ہے کہ دین اسلام کا آغاز اس سرزمین سے نزول آدم علیہ السلام سے ہوا اور اس کی تکمیل سرزمین حجاز میں ہوئی۔ آپ ﷺ نے غزوہ ہند کی بہت سی بشارتیں امت کو دیں۔ غزوہ ہند کی بشارتوں کو پڑھیں اور مواقع غزوہ پر غور کریں تو فتنہ قادیانیت کے خلاف برپا علمی جنگ ایسی تھی کہ جس میں ہر شعبہ ہائے زندگی کا مسلمان حسب استطاعت شریک ہوا، اپنے حصے کا علمی لسانی جہاد کیا اور اس بشارت عظمیٰ کا مستحق ٹھہرا جو زبان نبوت سے اذہان امت میں منتقل ہوئی اور امت نے اس معرکہ علمی میں اس وارفتگی سے حصہ لیا کہ دجال کادیان کے در و دیوار لرز اٹھے۔ ان قلم و کمان سے مسلح جانبازوں کی تاریخ رقم کرنا اور ان محسنین امت کو پہچاننا امت پر قرض تھا۔ اللہ کی سنت تو یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بے لوث خدمت کرنے والوں کو گمنام نہیں رہنے دیتا۔ علمی انحطاط کے اس دور میں جبکہ لوگ اپنے شجرہ نسب کی تاریخ ڈھونڈنے کی بھی کوشش کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔ ان گمنام ہستیوں کی تاریخ اور حالات زندگی کا جمع کرنا، جنہوں نے ہمارے کل کے لئے اپنے آج کو قربان کر دیا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

مگر جب مشیئت کا قلم چل جائے یہ کام ہونا ہے تو پھر ذرے سے آفتاب، بے بضاعتی سے اسباب اور قطرے سے سیلاب نمودار ہوتے ہیں۔ سو ایسا ہی مالک کائنات کا فیصلہ ''چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ'' کی شکل میں منصۂ شہود پر نمودار ہوا۔ جس کے لئے ایسے قلم اور صاحب قلم کو شرف بخشا گیا جس کی زندگی کی سب بہار و خزاں اور ہر طلوع و غروب اسی در اقدس کی چوکیداری میں گزرا کہ عصر حاضر میں تحفظ ختم نبوت اور اسی ہستی کا نام لازم و ملزوم ہو گیا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ جن کی رائے سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ البتہ ان کی مشن سے وفاداری اور صبح و مساء کی جانثاری سے سرمو اختلاف کی گنجائش نہیں۔ ملک بھر سے ختم نبوت کے متعلق امت مسلمہ کی خدمات اور بعض فخر اسلاف کے اخلاف کے ہاتھوں میں رکھے علمی وثیقے ڈھونڈ نکالنا، دفاع ختم نبوت کی قرطاس پر رقم کئے گئے کسی بھی حرف زبان متکلم سے نکلے کسی بھی لفظ کو کتابی شکل میں حیات جاوداں دینا، ان کا ایسا فن ہے کہ جس کی نظیر عصر حاضر میں ملنا مشکل ہے۔ علمی خزانے کو ایسے تجدیدی پیرائے سے نئی نسل کے لئے محفوظ کیا کہ امت مسلمہ کا ہر فرد چاہے وہ کسی بھی فکر سے متعلق ہو، تا صبح قیامت ان خدمات جلیلہ کا احسان مند رہے گا۔

زیر نظر کتاب فن اسماء الرجال کی انوکھی کتاب ہے جو روات حدیث کے حالات کی طرز پر قلم بند کی گئی، مگر اس میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے رجال کو جو غزوہ ہند کے علمی نقوش تھے جنہوں نے کسی بھی درجے میں دجالِ کادیان کا تعاقب کیا یا ختم نبوت کی خدمت کی ان کے اجمالاً یا تفصیلاً حالات قلم بند کئے۔

اگرچہ لکھی جانے والی کوئی بھی کتاب چار مراحل سے گزرتی ہے:

۱......تاسیس۔ ۲......تدوین۔ ۳......تنقیح وتہذیب۔ ۴......تکمیل۔

تاسیس وتدوین کا مراحلہ تو کافی حد تک مکمل ہو چکا مگر تنقیح وتہذیب کا مراحلہ عموماً اہل فن یا اہل زمانہ کی مثبت ومنفی پر مبنی آراء کی روشنی میں ہوتا ہے۔ ’’لاریب‘‘ کتاب تو صرف اللہ کی ہے اور اس کو جچتا ہے کہ اس کی ہر بات بے عیب رہے۔ باقی ہر انسان کی تقریر وتحریر میں خامیاں ہوں گی جو اہل دل ہوں گے مشن سے قلبی وابستگی ہوگی، کسی بھی قلمی لغزش کو ان کی اس پیرانہ سالی میں اس جلیل القدر خدمت کے ادب میں معاف کردیں گے اور حسن اخلاق سے اصلاح احوال کریں گے۔ البتہ جو صدیوں کی ضلالت اور فرقوں کی جہالت سے راہ ہدایت گم کر چکے ہیں اور کذاب کادیان کی اندھیر نگری میں اہل حق کے نور کو دیکھ کر، موئے آتش دیدہ کی طرح بل کھاتے رہتے ہیں ان کے لئے تو یہ کتاب پیغام اجل ہے۔ جن بیچاروں نے مرزا کادیانی کے گمراہ حواریوں کے تذکرے ’’اصحاب غلام احمد‘‘ میں پڑھے ہیں جب وہ خدام محمد وخدام احمد کے ایمان افروز واقعات سنیں گے تو شرمندگی سے منہ چھپالیں گے کہ ہم ایسے باطل پر اعتقاد اور یقین کئے بیٹھے ہیں۔ آخری مرحلہ کسی بھی کتاب کی تکمیل کا ہوتا ہے۔ مگر یہ کتاب نہ تو مولانا کی زندگی میں مکمل ہونے والی ہے نہ بعد میں۔ کیونکہ ختم نبوت کا زمانہ لامحدود ہے۔ قیامت، حشر ونشر، محشر اور پل صراط سب گزرتے جائیں گے۔ مگر نہ تو ہمارے نبی کا زمانہ ختم ہوگا، نہ ’’چمنستان ختم نبوت‘‘ پر کبھی خزاں آئے گی کہ گلہائے رنگا رنگ بہاریں دیکھانا چھوڑ دیں۔ ۲۴۶۰ پھولوں کا ذکر خیر ہے۔ انہیں پڑھیئے کہ تاریخ پڑھنے سے قلب کو بصیرت ملتی ہے۔ پڑھیئے کہ ان کی تاریخ پڑھ کر خود تاریخ بننے کا جذبہ پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ ان سب پھولوں کی خوشبو سے حضرت مصنف شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب کی دنیا وآخرت کو معطر کردے۔ جنہوں نے ان پھولوں کو چن کر ۲۲۱۶ صفحات پر مشتمل پانچ جلدوں کے سیٹ کی صورت میں ایک حسین گلدستہ تشکیل دیا۔

خطبات جمعۃ المبارک کمالیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کمالیہ کے زیر اہتمام ۶؍مئی کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد فردوسیہ راوی ٹاؤن میں مولانا قاری محمد اسلم کے زیر نگرانی مولانا قاضی احسان احمد مرکزی رہنماء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ختم نبوت ورد مرزائیت اور عالمی مجلس کا کردار پر خطاب فرمایا۔ جب کہ جامع مسجد زکریا علی ٹاؤن کمالیہ میں مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ نے خطاب فرمایا۔ بعد نمازِ عشاء عالمی مجلس ٹوبہ کے زیر اہتمام جامع مسجد حافظاں والی چک نمبر ۴۰۰ ڈی میں درس قرآن بعنوان ختم نبوت منعقد ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد خبیب نے بیانات فرمائے۔ اختتامی دعاء مولانا سعد اللہ لدھیانوی نے فرمائی۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... مبصر: مولانا اللہ وسایا

نام کتاب: مجالس ناصریہ: ۷ جلدیں: مرتبہ: حافظ احمد مجتبیٰ: صفحات: جلد اوّل ۴۶۴: جلد دوم ۲۴۰: جلد سوم ۲۴۸: جلد چہارم ۲۴۸: جلد پنجم ۲۴۰: جلد ششم ۲۰۰: جلد ہفتم ۲۱۶: کل صفحات مکمل سیٹ سات جلدیں اٹھارہ سو چھیالیس ۱۸۴۶: ناشر و ملنے کا پتہ: مکتبہ ناصریہ امینیہ لاہور: رابطہ نمبر: ۰۳۲۲:۴۳۴۷۹۹۳

پہلی جلد مارچ ۲۰۱۱ء میں شائع ہوئی اور ساتویں جلد ۲۰۲۰ء میں گویا دس سال میں سات جلدیں منصۂ شہود پر آئی ہیں۔ خانقاہی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے نامور شیخ حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہم خانقاہ عالیہ دارالسلام شیخوپورہ کے سجادہ نشین، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مرشد العلماء اور محبوب الصلحاء ہیں۔ حق تعالیٰ نے آپ کو علم وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاص وللہیت کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا ہے اور اس وقت پاکستان کے صف اول کے مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کے ذریعہ لاکھوں خلق خدا کو راہ شریعت وطریقت پر گامزن کیا ہے۔ آپ ایک متحرک شخصیت ہیں۔ سال بھر آپ کے تبلیغی، اصلاحی، خانقاہی وجماعتی اسفار جاری رہتے ہیں۔ آپ کے مرید اور خلیفہ جناب احمد مجتبیٰ خان کو اللہ رب العزت نے توفیق بخشی کے آپ نے آج سے دس سال پہلے شیخ ومرشد حضرت خاکوانی صاحب مدظلہم کی تربیتی مجالس کے بیانات اور ملفوظات کو جمع کرنا شروع کیا تو آج اس کی سات جلدیں سامنے آچکی ہیں۔

پہلی جلد میں آپ کی سوانح حیات بھی شامل کردی ہے۔ عقائد اور تصوف کے علاوہ تقریباً اکیس عنوانات وموضوعات جس میں عقائد واعمال، توبہ، حمیت دین، سلوک وتصوف، حقانیت اسلام، مقام ومدح صحابہؓ اتباع سنت ایسے موضوعات شامل ہیں۔ ان عنوانات کے تحت آپ کے خطبات وملفوظات کو یکجا کر کے علم کے خزانہ کو محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جس سے رہتی دنیا تک خلق فائدہ حاصل کرے گی۔

تیسری جلد میں بارہ عنوانات پر آپ کے بیانات کو جمع کیا گیا ہے۔ جس میں سیرت النبی ﷺ، محبت رسول ﷺ، اتباع نبوی، توحید باری تعالیٰ، آخرت کی تیاری ایسے موضوعات پر آپ کے ارشادات کو جمع کر کے علم کے دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔

چوتھی جلد میں قریباً دوصد صفحات میں آپ کے ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے۔ پھر مجالس اعتکاف میں علمی وعملی معمولات کا گراں بہا سرمایہ ہے۔ پھر ماہانہ وسالانہ خانقاہی اجتماعات کی تفصیلات ہیں اور آخر میں

خلفاء عظام کی تفصیلات ہیں۔ آپ کے خانقاہی معمولات، اصلاحی وتربیتی طرز و انداز اصلاح اور طریقہ سلوک وطریقت کی بہت ساری تفصیلات کو یہ جلد حاوی ہے۔

پانچویں جلد: اس میں بھی دوصد صفحات پر آپ کے ملفوظات کو جمع کر کے آپ کے حلقہ پر احسان کیا گیا ہے۔ آپ کے خلفاء کی تفصیلات اور شان تربیت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

چھٹی جلد میں قریباً دوسو عنوانات آپ کے اظہار خیال کو جمع کیا گیا ہے۔ عقائد وعبادات، معاملات، دینی ودنیاوی طرز معاشرت وانداز تربیت، اعمال صالحہ اور آخرت کی منزل اور ابدی زندگی ایسے سینکڑوں مسائل پر دینی ودنیوی اعتبار سے آگاہی بخشی گئی ہے۔ جو موعظت بھی ہے اور ترغیب وترہیب بھی۔ غرض دین ودنیا کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی اطاعت میں گزارنے کا ڈھنگ اچھوتے اور منفرد، دلوں میں اترنے والا انداز تعلیم وتعلم کا وہ گراں قدر قیمتی خزانہ ہے جو دل کو لبھانے والا اور عمل کے لئے مہمیز لگانے والا ہے۔ پڑھیں اور آگے بڑھیں کا بہترین مصداق ونمونہ۔ زہے مقدر کہ ہمیشہ کے لئے کتابی شکل میں اس جلد کے اندر جمع ہو گیا ہے۔

ساتویں جلد میں مرتب نے عنوانات قائم نہیں کئے۔ البتہ ہر ارشاد گرامی اور ملفوظ مبارک کو ممتاز کرنے کے لئے دوطرف ستارے اور درمیان میں اسم الٰہی کا ایک خاص ماٹو لگایا گیا ہے۔ جس سے ہر ایک ملفوظ ممتاز ہو گیا ہے۔ یوں کتاب کے اول سے آخر تک اس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پوری کتاب جہاں سے شروع کریں۔ پڑھتے جائیں اور نور ایمان اور ایقان کو قلب میں موجزن پاتے جائیں۔ دل وجان منور ہوتے نظر آتے ہیں۔ پوری کتاب دل سے نکلنے والے ملفوظات سامعین وقارئین کے دلوں پر اترتے نظر آتے ہیں۔

غرض سات جلدوں پر مشتمل یہ سیٹ عمدہ طباعت اور شاندار جلد، کاغذ اعلیٰ، ٹائٹل دل ربا اور مندرجات انوارات وبرکات سماوی اور خیر ارضی کا مصداق ہیں۔ امید ہے کہ اہل ذوق اس کی قدردانی کریں گے۔ اہل علم، علماء وفضلاء اور خطباء کے لئے گراں قدر سرمایہ ہے کہ جس عنوان پر چاہیں علمی ثقہ معلومات کا خزانہ ہاتھ آجاتا تھا جس سے اپنا دامن بھر کر صاحب نصاب ہو جائیں اور پھر متعلقین ومتوسلین کو بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ پڑھتے جائیں اور دنیا کو علم وعمل کی سدا بہار رونقوں سے منور ومعطر کرتے جائیں۔ پڑھئے اور سر دھنئے کہ جامع نے اپنے شیخ کے علوم وفیوض کو بڑی سعادت مندی کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ صد مبارک باد کا مستحق ہے ان کا یہ عمل، قابل تحسین وتائید، لائق تبریک وتقلید۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ!

جماعتی سرگرمیاں

اداره!

سالانہ ختم نبوت کانفرنس لورالائی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲۰رفروری ۲۰۲۲ءمرکزی جامع مسجد لورالائی میں ۴۵ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی تین نشستیں ہوئیں: پہلی نشست بعد از ظہر ہوئی۔ تلاوت قاری احسان الحق نے جب کہ صدارت مولانا سیف الرحمٰن امیر مجلس لورالائی نے کی۔ مولانا محمد قاسم، مولانا محمد عاصم، شیخ الحدیث مولانا نور محمد، مولانا قاری ممتاز احمد، مولانا عنایت اللہ مبلغ مجلس کے بیانات ہوئے۔ دوسری نشست بعد عصر ہوئی۔ تلاوت قاری کمال الدین، ہدیہ نعت فرید اللہ احسان نے پیش کیا۔ مولانا محمد حسین ناصر مبلغ عالمی مجلس سکھر نے خطاب کیا۔

تیسری نشست بعد نماز مغرب ہوئی۔ تلاوت قاری محمد حنیف، نعت مولانا عبدالمصور سرور نے پڑھی۔ مولانا مفتی محمد احمد خان، مولانا قاری انوار الحق حقانی رکن مرکزی شوریٰ کے بیانات ہوئے۔ اختتامی دعا شیخ الحدیث مولانا سیف الرحمٰن نے کرائی۔ الحاج خواجہ محمد اشرف، مولانا سرفراز، مولانا محمد رمضان، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد ہاشم، مولانا محمد عیسیٰ، مفتی بورجان، مولانا عبدالحمید، مولانا امین اللہ، جناب عبدالجبار، مولانا فیض الحق، مولانا ابراہیم، قاری نجیب اور قاری حمزہ ملوک نے کانفرنس کی کامیابی میں بھرپور کردار ادا کیا۔

ختم نبوت کانفرنس ژوب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲۱رفروری ۲۰۲۲ءمرکزی جامع مسجد ژوب میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست بعد نماز عصر ہوئی۔ سرپرستی مولانا اللہ داد کاکڑ اور نگرانی راقم نے کی۔ تلاوت قاری فیض محمد، ہدیہ نعت قاری محمد نعمان و قاری عزت اللہ نے پیش کیا۔ ناظم تبلیغ مولانا محمد احمد خان نے خطاب کیا۔ دوسری نشست بعد نماز مغرب ہوئی۔ جس میں تلاوت قاری عبداللہ، ہدیہ نعت قاری عبدالرحمٰن نے پیش کیا۔ مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر اور راقم کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس کی کامیابی میں حاجی محمد اکبر، حافظ شمس العارفین، مولانا آدم خان، مفتی خیالی جان، مولانا حضرت گل، حاجی عبدالعزیز، حاجی سلطان شاہ، بھائی عنایت اللہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ (مولانا عنایت اللہ)

تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس ماموں کانجن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ابوہریرہ مویشی ہسپتال چک نمبر ۵۰۹ گ ب ماموں کانجن میں ۱۸ مارچ ۲۰۲۲ء بعد نمازِ مغرب تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا ضیاء الدین آزاد نے اور سرپرستی مولانا افتخار احمد صدر جامعہ امام اعظم ابوحنیفہؒ ماموں کانجن نے کی۔ تلاوت کلام پاک قاری ابوبکر قاضی نے جبکہ ہدیہ نعت محترم جناب احسن حنفی، جناب عبدالجبار حسانی، جناب عارف طاہر جڑانوالہ نے پیش کیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا نے عقیدہ ختم نبوت پر امت مسلمہ کی ذمہ داری اور عالمی مجلس کا اس کاذ پر محنت پر مفصل و مدلل بیان فرمایا۔ نقابت کے فرائض مولانا امداد اللہ وٹو نے سرانجام دیئے، مولانا علی اکبر، مولانا عدیل امجد، حافظ سیف الرحمٰن، ملک محسن رفیق، حافظ اسامہ رفیق، حافظ کامران نے انتظامات کیے۔ کانفرنس میں کثیر عوام نے شرکت کی۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس رتو کالا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علماء اسلام رتو کالا کے زیر اہتمام ۲۷ مارچ ۲۰۲۲ء مرکز اہل السنّت جامع مسجد مدنی رتو کالا میں ۴۳ ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ سرپرستی مولانا ظہور احمد عثمانی، نگرانی مفتی اسداللہ، صدر افتخار تارڑ، مولوی خالد محمود تارڑ، حافظ مظہر حیات نے کی۔ تلاوت قاری محمد ابوبکر، ہدیہ نعت حافظ محمد ظہیر فاروقی جہلم نے پیش کیا۔ خصوصی آمد و صدارت حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد نے کی۔ مولانا مفتی طاہر مسعود مفتاح العلوم سرگودھا، مولانا نور محمد ہزاروی امیر عالمی مجلس سرگودہا کے بیانات ہوئے۔ پروگرام میں مدرسہ اسلامیہ کاملیہ تعلیم القرآن کے حفاظ کرام کی دستار بندی کی گئی۔

سہ ماہی اجلاس مبلغین حضرات ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا اجلاس ۹ مئی ۲۰۲۲ء کو مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں درج مبلغین نے شرکت فرمائی۔ مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا مختار احمد میر پور خاص، مولانا توصیف احمد چناب نگر، مولانا ظفر اللہ سندھی لاڑکانہ، مولانا اسحٰق ساقی بہاول پور، مولانا محمد وسیم اسلم ملتان، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، مولانا محمد قاسم بہاول نگر، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا فضل الرحمٰن شیخوپورہ، مولانا خالد عابد سرگودہا، مولانا

محمد نعیم خوشاب، مولانا محمد ساجد بھکر، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان اور مولانا محمد حمزہ لقمان مظفر گڑھ، مولانا محمد طارق راولپنڈی، مولانا شرافت علی نارووال، مولانا عنایت اللہ کوئٹہ اور مولانا محمد عابد کمال۔

☆...... اجلاس میں مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے راہ نما مولانا غلام مصطفیٰ کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔

☆...... آنے والی سہ ماہی میں مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ ممبر سازی کی تکمیل کے بعد جماعت سازی کے عمل کو مکمل کریں اور مرکزی مجلس عمومی کے ممبران کے اسماء گرامی اور جماعتوں کی تشکیل کی رپورٹ فی الفور مرکز کو ارسال کریں۔ نیز مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ جہاں سابقہ عہدہ داران صحیح کام کر رہے ہوں وہاں عہدہ داروں کو تبدیل نہ کیا جائے۔ اگر کسی مجبوری اور ضرورت کے تحت عہدہ دار تبدیل کئے جائیں تو سابقہ عہدہ دار ختم نبوت کا کام کرنا نہ چھوڑیں۔ کیوں کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے کیا جاتا ہے نہ کہ عہدوں کے حصول کے لئے۔

☆...... چناب نگر کورس کے لئے دینی اداروں سے درجہ سادسہ اور عصری تعلیمی اداروں سے بی.اے کی شرط برقرار رکھی گئی۔ نیز پنجاب کے مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ آئندہ پنجاب سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں حضرات کی شرکت کو یقینی بنائیں۔

☆...... امسال حسب سابق ماہ ستمبر کے پہلے عشرہ کو عشرہ ختم نبوت کے طور پر منایا جائے گا۔ یکم ستمبر کو کراچی، ۶؍ستمبر کوہاٹ، ۷؍ستمبر کو فیصل آباد دھوبی گھاٹ اور قصہ خوانی بازار پشاور، ۸؍ستمبر نوشہرہ، ۹؍ستمبر بنوں، ۱۰؍ستمبر سیالکوٹ اور ۲۹؍ستمبر عیدگاہ سرگودہا میں بڑی بڑی کانفرنسیں ہوں گی ان شاء اللہ! چناب نگر کانفرنس ۲۷، ۲۸؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو ہوگی۔

☆...... اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ آذربائیجان کے قادیانی سفیر کی برطرفی اور قادیانی دجل وفریب کی تبلیغ کی وجہ سے برطرف کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

☆...... شیخوپورہ کے علاقہ باہومان میں قادیانی اتنے جری ہوچکے ہیں کہ ایک مسلمان نوجوان زین علی نے تاجدار ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ قادیانیوں نے اس پر تشدد کر کے اسے شہید کر دیا۔ اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی گئی اور پنجاب گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرارواقعی سزا دی جائے۔

☆...... آئندہ میٹنگ ۲۰، ۲۱؍جولائی ۲۰۲۲ء کو ہوگی۔ احباب ۲۰؍جولائی عصر تک تشریف لے آئیں۔ مغرب کے بعد ختم نبوت کورس کے آخری دس اسباق کا پرچہ ہوگا۔

لانبی بعدی — تاجدار ختم نبوۃ زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی

تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

اسلام زندہ باد

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

10 ستمبر 2022ء

بروز ہفتہ — بعد نماز مغرب

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا ولی کامل حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، نقشبندی مجددی

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ ولی ابن ولی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جانشین حضرت بنوری استاذ العلماء حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ولی کامل نمونہ اسلاف حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب حفظہ اللہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

بمقام

گراؤنڈ انجمن اسلامیہ نزد حاجی پورہ پل ایک ڈیفنس روڈ سیالکوٹ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سیالکوٹ

0300 7442857

زیر صدارت

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب حفظہ اللہ

ولی کامل نقشبندی مجددی

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تاریخی عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

اسلام زندہ باد

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

بمقام

دھوبی گھاٹ فیصل آباد

7 ستمبر 2022ء بروز بدھ

بعد نماز مغرب

زیر سرپرستی

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء ولی ابن ولی

حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر سرپرستی

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری

حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملک کے جید علماء، مشائخ، عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد

0301 7224794

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108